ہفت روزہ خدام الدین لاہور

بیاد گار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

۴ ستمبر ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قضائے حاجت کی ممانعت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ» قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ» رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ دو لعنت والی چیزوں سے احتراز اور پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کہ وہ لعنت والی کون کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا (لعنت کا مستحق) وہ شخص ہے جو لوگوں کے راستے یا ان کے سایہ دار مقامات میں قضائے حاجت کرتا ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت کا بیان

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

رواہ مسلم

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مسلم)

اولاد کو عطیہ دینے میں بعض کو بعض پر فوقیت دینے کی ممانعت

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟» فَقَالَ لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَارْجِعْهُ» وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: «أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ» قَالَ: لَا قَالَ: «اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ» فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بَشِيرُ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هٰذَا؟» فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ» وَفِي رِوَايَةٍ: «لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ» وَفِي رِوَايَةٍ: «أَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِي» ثُمَّ قَالَ: «أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ بَلَى، قَالَ: «فَلَا إِذًا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ مجھ کو میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام دیا ہے جو میرے پاس تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طریقے سے (غلام) دیا ہے میرے والد نے عرض کیا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اس غلام کو واپس لے لو، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح دیا ہے؟ میرے والد نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا۔ تو اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف سے کام لو چنانچہ میرے باپ وہاں سے لوٹے۔ اور اس عطیہ کو واپس لے لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے بشیر کیا اس کے علاوہ تمہاری اور بھی اولاد ہے۔ میرے والد نے جواب دیا جی ہاں! حضور نے فرمایا، تو کیا تم نے ہر ایک کو اتنا ہی عطیہ دیا ہے؟ والد نے کہا نہیں، تو حضور نے فرمایا، تو اس وقت مجھ کو گواہ نہ بناؤ، اس لئے کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو، پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو یہ چیز پسندیدہ ہے، کہ تمہاری بھلائی کرنے میں سب برابر ہوں؟ والد نے عرض کیا جی ہاں! ضرور پسند ہے۔ آپ نے فرمایا، تو اس وقت برابری کیوں نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحُبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اس وقت جب کہ جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھ رہا ہو (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، الْبَصَلَ وَالثُّومَ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا۔ اور اپنے (طویل) خطبہ میں فرمایا۔ کہ پھر تم اے لوگو! ان دونوں درختوں (یعنی لہسن اور پیاز کو) کھاتے ہو اور میری نظر میں یہ خبیث چیزیں ہیں اور بے شک میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اگر آپ کو مسجد میں ان دونوں کی بو کسی شخص سے آجاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مدینہ سے خارج کرواکر بقیع (قبرستان) تک پہنچوا دیا کرتے تھے۔ اس لئے جو ان دونوں چیزوں کو کھائے تو اس کو چاہیئے کہ پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)۔

ف:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوشبو وغیرہ سے محبت تھی اسی قدر بدبو سے نفرت تھی اس لئے فرمایا کہ بدبو دار چیز استعمال کر کے کوئی ہماری مسجد میں نہ آئے۔ سگریٹ اور حقہ نوش مسلمان کو اس حدیث سے سبق لینا چاہیئے۔

مسجد میں لڑنے اور آواز بلند کرنے اور دنیاوی معاملات طے کرنے کی ممانعت

وَعَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ» فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص نے میرے کنکری ماری میں نے دیکھا، تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ (جو مسجد میں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہیں) میں ان کو لے کر گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو (اس حدیث کو بخاری نے ذکر کیا ہے)۔

ہفت روزہ

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۴ ستمبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱۷

قوانین کتاب و سنّت کا احیاء

ہمارے کانوں میں آج بھی پاکستان کا مطلب کیا "لا الٰہ الا اللہ" کے نعرے گونج رہے ہیں قیام پاکستان کا مقصد یہی بتایا جاتا تھا کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ خطۂ زمین ہونا چاہیے جہاں وہ آج آزادی کے ساتھ اپنے مذہب، اپنی تہذیب اور اپنی معاشرت کے مطابق طرزِ زندگی اختیار کر سکیں اور قانونِ خداوندی کے مطابق ملک کا نظم و نسق چلا سکیں۔ مسلمانوں کی یہ امید بر آئی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد سے مسلمانوں کو ایک آزاد مملکت نصیب ہو گئی۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ وعدہ کے مطابق اس مملکتِ خداداد میں کتاب و سنت کے قانون کو رواج دیا جاتا، فقہ اسلامیہ کو بالادستی نصیب ہوتی، مسلمان اپنی معاشرت اور اپنی تہذیب کو زندہ کرتے اور ارباب اختیار اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھال کر ملکی نظم و نسق کتاب و سنت کی روشنی میں چلاتے مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوا اور یہ خواب ارباب اقتدار اور سیاستدانوں کے لچھن دیکھ کر آئندہ بھی شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا۔

چنانچہ قانونِ خداوندی سے بغاوت اور کتاب و سنّت کی تعلیمات سے روگردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ عوام کے اخلاق و کردار تباہی کی سمت دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ طرح طرح کی معاشرتی برائیاں عوام و خواص میں جڑ پکڑ گئی ہیں اور انسانیت کو منہ ڈھانپنے کے لئے بھی کوئی جگہ میسّر نہیں۔ ہمارے نزدیک ان تمام خرابیوں کا واحد علاج تعلیمات اسلامیہ کا اجراء اور خوفِ خداوندی ہو سکتا ہے۔ اگر ہم تمام شعبہ ہائے زندگی کو قرآن و حدیث کے سانچے میں ڈھال لیں تو ہو نہیں سکتا کہ معاشرہ میں کوئی خرابی کسی قسم کی رہ جائے۔ اگر کوئی خرابی اس صورت میں بالفرض محال پیدا ہو بھی جائے تو پھر وہ قومی و ملکی پیمانہ پر نہیں ہو گی جس طرح آج کل ہے بلکہ انفرادی ہو گی اور انفرادی خرابی کرنے والے کے خلاف بھی لاکھوں زبانیں حرکت میں آ جائیں گی جو اس کی مذمت و تکذیب کریں گی لیکن آج کل تو برائی کو برائی ہی نہیں سمجھا جا رہا بلکہ الٹا برائیوں کی پشت پناہی کی جا رہی ہے اور برائی کی تکذیب کرنے والوں کو ہی ہدفِ مطاعن بنایا جاتا ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں جس سرعت کے ساتھ جرائم کی رفتار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ صرف حیرت کن اور تشویشناک ہے بلکہ سخت ہولناک ہے مگر ارباب اختیار ہیں کہ ٹس سے مس ہی نہیں ہوتے اور محض بیان بازی پر اکتفا کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا فرض ادا ہو گیا ملک کے حالات یہ ہیں کہ ایک طبقہ رات کو چوری چھپے نقب زنی کرتا ہے تو دوسرا گروہ دن دہاڑے ڈنڈی مار کر یا چور بازاری سے لوگوں کو لوٹ رہا ہے رہزن موقعہ پا کر جبراً مال چھینتے ہیں اور عمّالِ حکومت کھلے بندوں رشوت ستانی کا بازار گرم کئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں حال کی ڈاکو بیسوائیں اپنی دوکانوں کو آراستہ کر کے اگر رات کے وقت اپنے گاہکوں کو لوٹتی ہیں تو بے شمار دشمنانِ حیا و غیرت ٹیڈی گرلز بھرے بازاروں میں لوگوں کے ایمان لوٹنے میں مصروف ہیں غرضیکہ انسانیت یہاں نام کو بھی باقی نہیں رہ گئی اور حیا و غیرت تو سر چھپانے کے لئے جگہ ڈھونڈتی پھرتی ہے۔

ہماری رائے میں جیسا کہ ہم بارہا کہہ چکے ہیں جرائم کا سدباب فقط اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک تو عوام و خواص کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ انسانیت کا صحیح مفہوم سمجھ سکیں اور ان کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہو اور دوسرے قانون کے باغیوں کے لئے تعزیرات بھی شرعی مقرر کی جائیں تاکہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے قوانین و حدود کے مطابق ان سے سلوک ہو اور جرائم کا قلع قمع ہو جائے۔

جہاں تک انگریز کے بنائے ہوئے غیر شرعی قوانین کا تعلق ہے وہ سراسر خام اور ناکارہ ہونے کے علاوہ حیات بعد الموت اور خوفِ خدا کے تصور سے بھی بالکل عاری ہیں۔ اگر ان قوانین کے مطابق کوئی تعزیر ہے تو وہ صرف وقتی ہے اور پھر بسا اوقات ضابطۂ فوجداری اور قانونِ شہادت کے ایچ پیچ صحیح سزا کا اجراء بھی نہیں ہونے دیتے۔ مزید براں موجودہ قوانین پر اگر غور کیا جائے تو ان کی بے بس اور وکلاء کے وجود کے پیش نظر صحیح سزا کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ لفظی نمائش کے سوا عدل و انصاف کی یہاں کوئی حقیقت ہی نہیں۔ انصاف یہاں کسی قسمت والے ہی کو میسّر ہو سکتا ہے لیکن اسلام اس کے مقابلہ میں سراسر عدل و انصاف کا مدعی ہے۔ وہ معاشرے کی کامل تطہیر کا داعی اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا قائل ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ اگر مجرموں کو حدود شریعت کے مطابق اس دنیا میں سزا نہ ملی تو اگلے جہان میں یہ سزا مل کر رہے گی خبیر و علیم خدا انسان کے اعمال کے علاوہ دلوں کے بھید اور ارادوں تک سے باخبر ہے اور اس لئے کوئی متنفس اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجرم اس کی قدرت کی آنکھ سے چھپے ہوئے نہیں اور اس لئے بہر حال انہیں سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔ چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اور سزائے موت کا حکم نہ صرف قاتل و باغی کے لئے ہے بلکہ زانی رہزن بھی اس حکم میں داخل ہیں کیونکہ اسلام کے پیش نظر خرابی کی جڑ کاٹنا اور فساد کو سرے سے ختم کر دینا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جزا و سزا کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قوانین کتاب و سنت کے احیاء کی توفیق عطا فرمائے تاکہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا کلّی انسداد ہو سکے۔

حکومت مغربی پاکستان متوجہ ہو

ہمیں اخبارات میں یہ پڑھ کر سخت صدمہ ہوا کہ گورنر مغربی پاکستان نے مرزا غلام احمد قادیانی کے پمفلٹ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی کا حکم واپس لے لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اس سے قبل گورنر کا مغربی پاکستان کے متعلق یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ ایک متدین، غیر متزلزل قوت ارادی کے مالک اور صاف گو مسلمان ہیں۔ وہ ایک حکم دے کر کسی دباؤ سے اسے واپس نہیں لے سکتے لیکن یہ خبر پڑھ کر ہمارے گمان کو ٹھیس پہنچی ہے اور ہم یہ باور کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ بھی قادیانیوں کے دباؤ اور دام فریب میں آ گئے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قادیانیوں نے چال چلی ہو کیونکہ یہ اطلاع عام حلقوں میں گرم ہے کہ قادیانی پہلے خود ہی اپنی کتابوں کو ضبط کراتے ہیں اور پھر انہیں واگذار کرا کے اس کا اشتہار دیتے ہیں تاکہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچ جائے نفسیاتی طور پر لوگوں کے ذہنوں پر یہ تاثر ہوتا ہے کہ جو کتاب ضبط ہوئی ہے اسے دیکھنا چاہیئے کہ آخر اس میں کیا ہے؟ اور اس طرح وہ کتاب دھڑا دھڑ بک جاتی ہے۔ یہ صورت حال اور بھی افسوسناک ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیانی کس حد تک حکومت کی کارکردگی میں دخیل ہیں ہم اپنی معزز حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس صورت حالات کا جائزہ لے، اس سلسلے میں عوام کی بدگمانیوں کو دور کرے اور اپنے تازہ فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس ناپاک کتاب کی ضبطی کے فوری احکامات صادر کرے جس میں انبیاء علیہم السلام، اور بزرگان دین کی واضح توہین کی گئی ہے بخدا ۴

۴ ہماری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔ آمین۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۷ اگست ۱۹۶۴ء

اصلاح حال کا طریقہ

مجلس ذکر

حضرت مولانا عبید اللہ مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرتؒ نے جو اللہ اللہ کرنے کا طریقہ بتایا۔ دعا کریں کہ اللہ اس پر ہمیشہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ روحانی امراض حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریا۔ جاہ طلبی زرطلبی وغیرہ سے نجات حاصل کئے بغیر آخرت میں نجات نہیں ہوگی۔ ان امراض کی وجہ سے قبر میں تکلیف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کرنے سے یہ سب روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ نماز کے اندر سجدہ۔ کبر اور نخوت کے گھمنڈ کو خاک آلود کر دیتا ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے سب روحانی بیماریاں خودبخود دور ہو جاتی تھیں لیکن اب کوشش کر کے۔ یاد الٰہی اور تزکیہ اور احسان کے طریقہ کو اپنا کر روحانی امراض سے نجات حاصل کی جائے گی۔ اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی بہت ضرورت ہے۔

آپ نے جن بزرگوں سے اللہ کی یاد کا طریقہ سیکھا ہے۔ ان کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھا کریں سب صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کا ہم پر حق ہے اور سب سے زیادہ حق ہم پر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کہ ہم ان کے عملی نمونہ کو اپنے سامنے رکھیں ہمارا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ دوستی دشمنی۔ لین دین کاروبار غرض سب معاملات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان سب کچھ بھول گئے ہیں۔ تمدن کے نام پر کھیل تماشے اور ڈانس ہوتے ہیں۔ رشوت۔ سودی کاروبار اور شراب جیسی برائیوں سے بالکل پرہیز نہیں۔ خدا کی نافرمانی اس ملک میں عام ہے۔ حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس ملک میں کتاب وسنت کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ حضورؐ کی سنت کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر نفسانی خواہشات کے مطابق زندگی گزاری جا رہی ہے۔ اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ یہ سب کام کرنے والے مسلمان ہیں جو محبت رسول کا دعوٰے کرتے ہیں۔ ان سب برائیوں اور غلط کاریوں کی وجہ یہ ہے کہ اس قوم کو کتاب وسنت کی تعلیم حاصل نہیں ہے۔ نصاب میں سے یہ تعلیم خارج ہے۔

انگریز کا مقصد ہی یہ تھا۔ کہ مسلمان اپنے دین سے ہٹ جائیں۔ اور وہ اس میں کامیاب ہے۔ اب ہمارا اکثریت کا حال یہ ہے۔ کہ اپنے مقصد حیات کو بالکل بھول بیٹھے ہیں۔ جو کہ عبادت الٰہی اور نیکی کی اشاعت اور برائی سے روکنا تھا۔ اب ہم کو دنیا مقصود۔ دنیا محبوب اور دنیا ہی مطلوب ہے۔ نہ خوف خدا ہے۔ نہ آخرت کا فکر ہے اسی وجہ سے حلال وحرام۔ جائز اور ناجائز میں کوئی تمیز نہیں رہی۔ اگر مسلمانی یہی ہے۔ کہ نہ نماز کی پرواہ نہ زکوٰۃ کا خیال۔ نہ حرام وحلال میں تمیز۔ کتاب وسنت سے مذاق۔ تو پھر کافری کس چیز کا نام ہے۔ مسلمان اور کافر میں پھر کیا فرق رہا۔ جبکہ کافر بچے پیدا کرتے ہیں کھاتے پیتے ہیں محنت ومزدوری کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی یہ کام کرتے ہیں۔ اسلام نے مسلم اور کافر میں فرق بتایا کہ مسلمان کا ہر کام رضا الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور کافر کا ذاتی اغراض کے لئے۔ مسلمان توحید وسنت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اور کافر شرک وکفر میں مبتلا۔ مسلمان ہر لمحہ یاد الٰہی میں اور رضا الٰہی کے لئے گزارتے ہیں۔ اور کافر کو یہ توفیق نہیں۔ مسلمان اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالانے کے لئے ۵ وقتہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور کافر ناشکری کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کے سامنے بالکل نہیں جھکتے۔ آج مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں رہا۔ آج مسلمانوں کی شکل وصورت لباس نشست و برخاست بالکل انگریزوں جیسا ہے۔ انہوں نے حضورؐ کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی کے ہر طرف کام ہو رہے ہیں اسی وجہ سے مسلمان آج ساری دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب گم کردہ راہ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اپنی اور اپنے رسول کی محبت عطا فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمحہ یاد الٰہی میں شاغل رہتے سفر کرتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ کھاتے اور پیتے وقت مختلف قسم کی دعائیں پڑھتے۔ چاند نکلنے پر کپڑے پہننے کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا لمحہ نہ گزرتا۔ جب اللہ کی یاد نہ کرتے ہم پر بھی فرض ہے۔ کہ ہم حضورؐ کے طریقہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے سے یہ سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔ مدت مدید تک اللہ والوں کی صحبت حاصل کرنے کے بعد روحانی بیماریاں دور ہوتی ہیں اس کے لئے کثرت ذکر اللہ کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے یا ناراضگی اگر اللہ کی رضا ہو تو کر گزرتا ہے۔ اگر وہ کام ناراضگی الٰہی کا باعث ہو۔ تو اس کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھ کر کمرہ بند کر کے روتا ہوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کس طرح محنت ومشقت کی زندگی گزاری۔ ان کا ہر لمحہ یاد الٰہی اور ہر وقت دین کی اشاعت میں گزرتا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کتنا ڈرتے اور تنہائی میں روتے تھے۔ حضرت رائے پوریؒ سب کو تلقین فرمایا کرتے تھے۔ کہ صحابہ کرامؓ بزرگان دین کے حالات پڑھا کریں ان پاک اور مقدس ہستیوں کی زندگیوں کے حالات پڑھنے سے دلوں پر بہت اثر ہوگا۔ مسلمانوں میں سے بہتر وہ ہیں۔ جو صحابہ کرامؓ کے حالات کو پڑھ کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ کہ اے مسلمانوں کی جماعت تم ساری دنیا کے انسانوں کی بھلائی کے ذمہ دار ہو۔ ان کو نیکی کی دعوت دو۔ اور برائی سے روکو۔ لیکن جب تک ہم خود نیکی اپنائیں گے نہیں اور برائی سے بچیں گے نہیں اس وقت تک دوسروں کو کیسے تبلیغ کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے پہلے خود اپنی اصلاح کی۔ اپنے دلوں میں خوف خدا پیدا کیا ہر برائی سے بچے۔ پھر دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرا دیا۔

آج ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچائیں۔ دوستوں وعزیزوں کو راہ ہدایت پر لگائیں۔ اس کے بعد محلے اور شہر اور ملک کی اصلاح کریں۔

دین کو نظر انداز کر کے۔ عبادت الٰہی کو چھوڑ کر دنیا حاصل کرنا یہ خسارا ہی خسارا ہے۔ دین اور دنیا کے مقابلہ میں دین کو ترجیح دینا چاہیئے۔ لیکن افسوس ہے کہ نہ ہمیں اپنی اصلاح کی فکر ہے نہ گھر والوں اور ملک وقوم کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جانشین شیخ التفسیر کا ورود لائلپور

حضرت مدظلہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ عازم لائلپور ہوں گے۔ شام کو دھوبی گھاٹ میں جامعہ قاسمیہ کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس سے خطاب فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد پی۔ ایس۔

خطبہ جمعہ [illegible] ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء

ایمان اور اسلام

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین
اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بزرگان محترم!

اصطلاح شریعت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہر بات کو دل سے مان جانے اور زبان سے اس کے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے اور اس کے بعد تمام احکام خداوندی اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو عملی جامہ پہنانے کا نام اسلام ہے۔

ارشاد نبویؐ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ (الحدیث)

ترجمہ:۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک آدمی ہم پر ظاہر ہوا جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم ہوتا تھا اور نہ اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پس اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے (یعنی یہ بتلایئے کہ اسلام کی کیا تعریف ہے) آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اگر تیرے پاس زاد راہ ہو۔ فرمایا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے۔ (یعنی پوچھنے کا خیال کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام اور ایمان کے معنی سے ناواقف ہونے کے باعث پوچھتا ہے اور جب یہ کہتا ہے کہ آپ نے ٹھیک فرمایا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ امتحان کے طور پر پوچھ رہا تھا) پھر فرمایا مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے (کہ ایمان کیا چیز ہے) آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (ایمان لائے کہ وہ سب کے سب سچے تھے) اور قیامت کے دن پر اور ایمان لائے تقدیر پر۔ کہ اچھی تقدیر اور بری تقدیر سب اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے فرمایا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (اس شخص نے آپؐ سے اور بھی سوالات کئے) پھر چلا گیا۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق وہ جبرئیلؑ تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث شریف

نے واضح فرما دیا کہ ایمان ماننے کا نام ہے اور اسلام کام کرنے کا نام ہے۔

مقصد

یہ ہے کہ جو شخص دل سے نہ مانے وہ مومن نہیں ہے اور جو یہ کام کرکے نہ دکھائے۔ وہ مسلمان نہیں ہے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ سب مسلمانوں کو ان کاموں کے دل سے یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العالمین)

عملی طور پر تابع فرمان الٰہی ہونا اس کا نام اسلام ہے۔ قرآن مجید سے اسکے متعدد شواہد

پہلا

(قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ط وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) (سورۃ الحجرات ع ۲)

ترجمہ:۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

مذکورۃ الصدر

اعلان الٰہی سے ثابت ہوا کہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور اسلام ظاہری احکام کے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

دوسرا

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ سورۃ آل عمران ع ۲ پ۳۔

ترجمہ:۔ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہو گئے تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پائی اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ فقط پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تم بھی اے اہل کتاب تابع فرمان الٰہی ہو جاؤ گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور اگر یہ بات نہیں مانو گے۔ تو میں نے تمہیں پہنچانے کا حق ادا کر ہی دیا ہے۔

تیسرا

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرھاً

وَاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ○ سورہ آل عمران ۹ - پ ۳

توجمہ، کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے تابع ہے - اور اسی کی طرف لوٹائیں جائیں گے -

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کے معنی اس اعلان الٰہی میں جو اوپر ہوا ہے - تابع فرمان الٰہی ہونا ہی ہے جس کے لئے یہ شواہد پیش کئے جا رہے ہیں -

چوتھا

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ ۱۳ - ۴۲ - پ ۱)

توجمہ - ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کیلئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے -

حاصل

یہ ہے کہ اپنے منہ کو جو ایک ظاہری چیز ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اس پر آئندہ خوف نہیں ہوگا - اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی غم ہوگا

پانچواں

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ○ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ سورۃ والصّٰفّٰت ۳ - ۲ - پ ۲۳

توجمہ - پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا اور مان لیا کہ مجھے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے - تب اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے لٹا دیا - اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم سے ذبح کرنا چھوڑ دیا - بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو حکم الٰہی مان کر بیٹے کو لٹا دیا - یہی ثابت کرنا مقصود تھا کہ حکم الٰہی پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حکم الٰہی صدقِ دل سے مان کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

(آمین)

قیامت کے دن میدان محشر سے فارغ ہو کر پلصراط سے گذر کر سیدھے بہشت میں صالحین جائینگے

صالحین کون ہوں گے - جن کے عقیدہ میں خالص توحید کا نور ہوگا - اس کے بعد اعمال صالحہ کے پابند ہوں گے - مثلاً نماز پنجوقتہ پڑھیں گے رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھینگے اگر زکوٰۃ فرض ہے تو وہ ادا کرتے ہوں گے - اور حج بیت اللہ الحرام کا فرض ہونے کے بعد بجالائیں گے - ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد خلق خدا سے متعلقہ ذمہ داریوں کو باقاعدہ انجام دیتے ہونگے - مذکورۃ الصدر اعمال صالحہ میں سے کسی ایک کو ترک کرنے پر بھی فاسق ہو جائیں گے - مثلاً توحید کا عقیدہ ان کا سلامت نہیں ہے یا نماز کے پابند نہیں ہیں - یا رمضان کے کئی روزے نہیں رکھتے - یا زکوٰۃ ادا نہیں کرتے یا بیت اللہ الحرام کا حج کرنے کو تکلیف مالا یطاق خیال کرتے ہیں - نہ خود کرتے ہیں - نہ کسی کو اپنا نائب مقرر حج کراتے ہیں - یا فرائض مذکورۃ الصدر تو ادا کرتے ہیں مگر خلق خدا کے حقوق کی حق تلفیاں کرتے ہیں - مثلاً والدین کی خدمت نہیں کرتے - یا بیوی کو آباد نہیں کرتے - یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہیں کرتے یا مثلاً ادھار لے کر پھر نہیں دیتے یا مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے -

مذکورۃ الصدر

ذمہ داریوں کو اگر کوئی شخص ادا نہیں کرتا تو اسے صالح نہیں کہا جائے گا - اول تو اگر کوئی مانع نہ ہوا تو دنیا ہی میں سزا پائے گا - اور اگر دنیا میں کسی مصلحت کی وجہ سے سزا نہیں پائی اور اللہ تعالےٰ نے معاف بھی نہیں فرمایا - تو آخرت میں وہ شخص اپنی بے راہ رویوں کی سزا پائیگا

وما علینا الا البلاغ

اگر اللہ تعالےٰ معاف فرمادے تو فبہا

ورنہ یہ شخص اپنی بداعمالیوں کی سزا پائے گا اور پھر بہشت میں جائے گا بشرطیکہ اس کے عقائد یا اعمال میں توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ نہ ہو - اگر خدانخواستہ عقیدہ توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ ہے تو پھر اس شخص کا بخشا جانا محال اور اس کا کسی وقت بھی جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے - چنانچہ اعلان الٰہی سنئے -

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ -

توجمہ - اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے اس کو بخش دے -

عزت کا معیار دنیا میں اور چیز ہے اور اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں کچھ اور ہے

مثلاً جو بڑا عہدہ دار ہے - وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا معزز ہے - اور زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر جس کا قبضہ ہے - وہ بڑا زمیندار اور دنیا داروں کے ہاں بڑا معزز ہے - اور جس شخص کا تجارت کا کاروبار بڑا وسیع ہے وہ بڑا تاجر ہے اور دنیا داروں کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کی عزت کا معیار ملاحظہ ہو -

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (رواہ مسلم)

توجمہ :- ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کئی پراگندہ بالوں والے جو دروازوں سے (یعنی امراء انہیں اپنی بیٹھکوں کے دروازوں کے اندر سے نکال دیتے ہیں - کہ جاؤ یہاں مت بیٹھو - مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں کہ یہ کام خدا کی قسم یوں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے - تاکہ میرے دوستوں کی قسم نہ ٹوٹے اور وہ ذلیل نہ ہوں -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں خدا تعالیٰ کی یاد کرنے والے نیکو کار با خدا پیارے ہوتے ہیں - اگرچہ وہ بظاہر غریب ہوں -

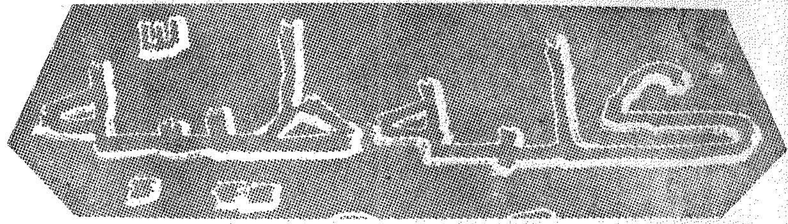
مثلاً

ایک شخص توحید پرست ہے - باقاعدہ نماز پانچوں وقت ادا کرتا ہے - اور رمضان شریف کے روزے وہ تیسوں رکھتا ہے - زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا ہے - حج کرنے کی توفیق ہو تو حج کر آتا ہے اور روپیہ اس کے پاس بہت نہیں - کل ایک سو روپیہ ہے - ان اعمال صالحہ کے علاوہ خلق خدا تعالیٰ سے بھی اس کا برتاؤ اچھا ہے ایسا شخص بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگا - اس کے مقابلہ میں ایک شخص نماز ادا نہیں کرتا - روزہ نہیں رکھتا - زکوٰۃ نہیں ادا کرتا - حج فرض ہے لیکن ادا نہیں کرتا - خواہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے - مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے - کیوں کہ جو اس کے ذمہ فرائض ہیں وہ ادا نہیں کرتا -

دوسری حدیث شریف ملاحظہ ہو

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰی

باقی بر صفحہ ۱۸



لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دوسرا حصہ —— محمد رسول اللہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران. آیت ۱۶۴)

ترجمہ —— اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ اس نے ان میں سے انہی کے ایک ہم جنس کو رسول بنا کر بھیجا (یعنی کسی فرشتہ یا جن کو نہیں بھیجا) جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بالیقین یہ لوگ اس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ آپنے خدا کی توفیق اور اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل اور صریح گمراہی میں غرق تھی آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کی ہادی و معلم بن گئی۔ لہذا انہیں چاہیئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں

خدا کو معبود ماننے کے بعد اس کی عبادت لازمی ٹھہرائی گئی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر تسلیم کرنے کے بعد آپ کی اطاعت اور پیروی لازم کر دی گئی قرآن کریم میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ آپ کی اطاعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کا ہر قول و فعل ہمارے لئے حجت شرعی ہے آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت ختم ہوجاتی ہے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں نجات ہے آپ کے نقش قدم پر چلنا دین و دنیا کی برکت اور سعادت کا موجب ہے۔ آپ کے جادۂ مستقیم سے اِدھر اُدھر ہٹنا گمراہی اور بے راہ روی ہے۔

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رسالت کی حقیقت پوری طرح واشگاف کردی گئی ہے۔ جن لوگوں کو تاریخ مذاہب کا تھوڑا سا مطالعہ کرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے یا صرف قرآن حکیم ہی کو تھوڑی سی توجہ کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ ان سے یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ انسانیت کی سب سے بڑی ٹھوکر رجال پرستی ہی رہی ہے جو کبھی تو آباؤ اجداد کی شکل میں کبھی بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے روپ میں۔ کبھی قومی اور ملکی لیڈروں اور رہنماؤں کی صورت میں کبھی علماء و مشائخ اور اولیاء و فقرا کے بھیس میں۔ کبھی انبیائے کرام علیہم السلام کے مقدس لباس میں ظاہر ہوتی رہی محمد رسول اللہ کے کلمے نے ان تمام اوہام باطلہ اور ظنون واہیہ کا یک قلم خاتمہ کردیا جو گمراہ انسانیت نے ایسی شخصیتوں کے متعلق قرار دے رکھے تھے جنہیں اپنے ابنائے جنس میں کسی قسم کی برتری یا امتیاز حاصل تھا اس کلمہ نے صاف کہہ دیا کہ اس دنیا میں کسی انسان کو جو بڑے سے بڑا مقام مل سکتا ہے وہ رسالت یا انسانیت کاملہ کا ہے۔ انسان مقام کبریٰ پہ پہنچ کر بھی انسان ہی رہتا ہے اس میں کسی رنگ میں بھی تھوڑے سے تھوڑی الوہیت بھی پیدا نہیں ہوجاتی۔

لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد اور خدا کی حاکمیت کاملہ اور اپنی محکومیت تامہ کے کامل اعتراف کے بعد ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں جس نے اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر اللہ کو قانون سازی اور حکومت کا حق دے دیا تو وہ مشرک ہوگیا جو لوگ کسی غیر اسلامی قانون کی اطاعت کو توحید کے ساتھ ایک قلب میں جمع کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ارشاد خداوندی پر غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اس لئے ہمارا نام ہی مسلم رکھا گیا ہے یعنی اللہ کے حضور میں سر افگندہ اللہ کا تابع فرمان جب ہم نے سچے دل سے یہ تسلیم کر لیا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہی ہے وہی ہمارا حاکم مطلق اور آمر و مختار ہے تو ضروری ہوا کہ وہ اپنی مرضی ہم تک پہنچائے اور اپنی پسند و ناپسند کا راستہ اپنے بندوں پر واضح کر دے کیونکہ جب تک بادشاہ اپنی مرضی کا اعلان نہیں کرتا رعایا پر اس کی تعمیل واجب نہیں ہوتی اسی طرح وہ شہنشاہ مطلق اور احکم الحاکمین جب تک اپنی پسند اور ناپسند کا اعلان نہ فرمائے اس وقت تک اس کے بندوں پر حجت قائم نہیں ہو سکتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص و برگزیدہ بندے اس کام کے لئے منتخب فرمائے جو دیانت راست بازی صداقت و امانت اور راست کرداری کا پیکر تھے اور ان کے ذریعے اپنے بندوں کو اپنے اوامر و نواہی سے مطلع فرمایا تاکہ ان برگزیدہ بندوں کے آنے کے بعد لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر پیش نہ کر سکیں کہ ہمیں کسی نے اللہ تعالیٰ کے احکام سنائے ہی نہ تھے۔

اگر اللہ تعالیٰ رسول نہ بھیجتا تو لوگ خدا پر اعتراض کرتے کہ ہمیں اس نے اپنے احکام سے مطلع ہی نہیں فرمایا تھا۔ پھر ہم سے باز پرس کیسی؟ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری جسمانی تربیت اور قیام و بقا کے لئے ایک پورا کارخانہ بنایا ہے اسی طرح ہماری روحانی تربیت اور قیام و بقا کے لئے سلسلہ نبوت قائم کیا۔ ان رسولوں اور نبیوں کے ذریعے وقتاً فوقتاً ہر قوم کی ہدایت کے لئے ہدایت کے پیغامات آتے رہے۔ ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ لیکن وہ تمام نبی اور رسول علیہم الصلوات والسلام کسی خاص قوم یا امت کی طرف آئے اور ان کا مشن صرف اس قوم کی اصلاح تک ہی محدود تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم یا امت کی طرف نہیں آئے تھے بلکہ آپ کو کافۃ للناس بشیراً ونذیراً بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ تاریخ بھی اس نظریہ کی شہادت دیتی ہے۔

جب جہالت اور حسن عقیدت مل جائیں تو حفظ مراتب کا خیال ہی نہیں رہتا۔ بنی نوع انسان نے اپنی اس جہالت اور حسنِ عقیدت کی بنا پہ یہ سمجھ لیا کہ انبیاء علیہم السلام مافوق الفطرت انسان تھے بلکہ سرے سے انسان ہی

نہ تھے کسی نے انہیں خدا کا اوتار مان لیا اور کسی نے انہیں خدا کا بیٹا یقین کر لیا اور کسی نے حسن عقیدت کی بنا پر خود خدا ہی سے انہیں ملا دیا (نعوذ باللہ من ہذہ الهفوات) در اصل انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہی رہی ہے کہ اس نے حفظ مراتب نہیں کیا اور جب بھی اس نے ان برگزیدہ انسانوں کے مُحیّر العقول کارناموں کی طرف نظر کی تو وہ حُسن ظن میں ان کی تعلیمات کو تو بھول گیا اور جوشِ عقیدت میں پکار اُٹھا کہ جن لوگوں کے ایسے کارنامے ہوں وہ انسان نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم جگہ جگہ پر اس جہالت اور ضلالت کی تردید کرتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور مصلحین کے متعلق یہ گمراہی کہ وہ انسان نہیں ہو سکتے اس لئے وہ مافوق البشر تھے یہ ایک اصولی گمراہی تھی کیونکہ اس سے نہ صرف مذہب کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور لوگ خدا کی حاکمیت میں اس کے بندوں کو بھی شریک کرنے لگ جاتے ہیں بلکہ اخلاق فاضلہ اور انسانیت کبریٰ کی بھی جڑ کٹ جاتی ہے اور انسان ہر درگاہ پر اپنا سر نیاز خم کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ہر غیر اللہ کی غلامی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھنے لگتا ہے۔ اس لئے جب امام المرسلین رحمۃ للعٰلمین سرور دو عالم اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان تمام گمراہیوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور کلمہ طیبہ میں دوسرے جزو محمد رسول اللہ کا اضافہ کر دیا گیا اور اُسے خدائی توحید کا لازمی اور ضروری تتمہ قرار دیا گیا۔ یعنی جہاں اُس نے یہ اعلان کیا کہ اللہ ایک ہے وہی لائق عبادت، اُسی کے فرمان اطاعت کے قابل ہیں وہاں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ کلمہ شہادت میں اس حقیقت کو کھول کر بیان فرما دیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے انسانیت کی رہنمائی کے لئے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت ان سے فیض حاصل کر کے اخلاقی اور روحانی ترقی کے مدارج طے کر سکیں۔ دُنیائے انسانیت میں توسیع اور ترقی کے ساتھ انبیاء کرام کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا رہا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں آپ عیسیٰ علیہ السلام کے قریباً پانچ سو سال بعد اس ظلمت کدہ عالم میں تشریف لائے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر خود عمل کر کے دکھایا اور ان کو دوسروں تک پہنچایا آپ کی پاکیزہ زندگی اور آپ کا ہر قول وفعل ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے جو کچھ زبان سے فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ قرآن کریم کی زندہ تفسیر ہے۔ روحانی اور دنیوی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کی حیات پاک نے ہمارے لئے نمونہ نہ پیش کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی آپ کی مقدس تعلیم آپ کے بلند اخلاق اور آپ کے حکیمانہ ارشادات ہدایت وسعادت کا رستہ دکھاتے ہیں۔ ہم آپ کے اُسوۂ حسنہ اور اس ابدی روشنی سے نور حاصل نہ کریں تو قصور کس کا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک حلف وفاداری ہے دل سے اس کا اقرار کرنے کے بعد اس کے خلاف عمل کرنا ہر عقیدہ اسلام خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری ہے اور بغاوت کے مترادف ہے۔

ہمیں آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کے ارشادات عالیہ کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ خود ان پر عمل کرنا چاہیئے اور آپ کے احکامات کو دوسروں تک پہنچانا چاہیئے۔

دُنیا کو آج ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ رحمۃ للعالمین اس زمانے میں ہماری بیماریوں کے لئے کیا دوا تجویز کرتے ہیں۔ کسی درد سے بے قرار مریض کو یہ بتا دینا کہ تیرا معالج ایسا ہے اور ایسا ہے اس کے لئے درد کے افاقہ کا باعث نہیں ہو سکتا۔ درد سے افاقہ دوائی کے ذریعہ ہوگا۔ آج اُس آب حیات کو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو لاکر دیا تھا اور جو ہر لادوا درد کا علاج ہے۔ آپ عالم الغیب تھے یا نہیں۔ بشر تھے یا نور ہر جگہ حاضر ناظر ہیں یا نہیں؟ ان مسائل کی بحث میں اُلجھے رہنے سے آپکی تعلیمات نظر انداز ہو جاتی ہیں اور اسلام کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔ دین و دنیا کی کامیابی کے لئے آپ کی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخری دم تک اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرماتے۔

ماخوذ از :- (۱) تفسیر سورۃ العصر حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی (۲) تفسیر کلمہ طیبہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور ایم اے (قصوری) (۳) آئینہ اسلام۔

نقد و نظر

نام کتاب۔ مجموعہ رسائل حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ
ترتیب۔ جناب مولانا عبدالحمید سواتی صاحب
ناشران۔ مدرسہ نصرت العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ قیمت ۲/ روپے

حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ کے علمی و روحانی مقام سے کون واقف نہیں آپ ایسے خانوادہ کے فرد جلیل تھے جس نے ایک صدی تک دین حقہ کی بے نظیر خدمت انجام دی ہے اور پھر اس سرچشمہ سے دارالعلوم دیوبند معرض وجود میں آیا جہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد علماء و فضلا تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قرآن پاک کا پہلا اردو ترجمہ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور ان کے برادران گرامی کے مبارک ہاتھوں سے سرانجام پایا جو آج بھی مستند ہے زیر نظر مجموعہ رسائل انہی حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا نوشتہ ہے فارسی زبان میں ہے اور ان موضوعات پر مشتمل ہے۔

اذان نماز، رسالہ فوائد نماز، رسالہ حملۃ العرش رسالہ بیعت رسالہ شرح رباعیات رسالہ شرح پہل کاف۔ رسالہ شرح برہان العاشقین وغیرہم۔

مرتب صاحب نے دقیق مسائل پر حاشیہ آرائی کی ہے اور مسائل کے حوالہ جات درج ہیں چونکہ کتاب فارسی میں ہے لہٰذا بہت کم حضرات اس سے مستفید ہو سکیں گے ہمارے نزدیک بہتر تھا کہ یہ ترجمہ کے ساتھ ہی عوام الناس سے روشناس کرائی جاتی تاہم طلبا اور اساتذہ کے لئے یقیناً مفید ہوگی۔

کتاب کاغذ، کتابت اور طباعت معیاری ہے۔ اور قیمت بھی مناسب ہے

کھرے صوفی اور کھوٹے صوفی

محمد عثمان غنی بی اے والا کینٹ

سونے کے زیورات بھی بازار میں ملتے ہیں اور پیتل کے بھی۔ لیکن سونا سونا ہے۔ اور پیتل پیتل۔ جن لوگوں کو خدا نے عقل دی ہے وہ پوری طرح پرکھ کے اور کسوٹی پر کس کے دیکھتے ہیں اور جب اُن کو سونے کی اصلیت کا یقین ہو جاتا ہے۔ تب وہ خریدتے ہیں دوسری طرف پیتل کے زیورات خریدنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کو خبر ہے کہ یہ پیتل ہے اور وہ محض جھوٹے وقار کی خاطر نقلی زیورات خرید لیتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں۔ جو قیمت تو سونے کی ادا کرتے ہیں مگر سنار اُن کو دھوکہ دے کر پیتل تھما دیتا ہے۔ اور پھر وہ سراسر گھاٹے میں پڑ جاتے ہیں۔ یہی حال ہے۔ آج کل دین کے نام پر بلانے والوں کا اور دین کے دعویداروں کا۔ بعض سلیم الفطرت اور مردم شناس لوگوں کو اللہ تعالیٰ سچے رہنما اور جھوٹے رہنما میں فرق کر لینے کی استعداد عطا فرما دیتے ہیں۔ اور وہ جھوٹے رہنماؤں کے دام فریب میں ہرگز نہیں آتے اور اگر سچے رہنما میسر آجائیں۔ تو وہ خدا کی اس نعمت کی قدر کرتے ہیں اور اپنے لئے فخر جانتے ہیں لیکن دوسری طرف جھوٹے رہنما بھی دکان سجائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بھی تو اپنا کاروبار کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ سادہ لوح لوگوں کو شکار کرتے ہیں اور اُن کے ایمان ہی کی دولت نہیں لوٹ لیتے بلکہ اُن میں زہر بھر دیتے ہیں۔ اور قسم قسم کے توہمات میں اُن کو مبتلا کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں اس سلسلے میں افسوس ناک بات یہ ہے کہ وہ سادہ لوح لوگ یہ یقین کر بیٹھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں۔ حالانکہ سراسر خسارے میں جا رہے ہیں۔ اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو پیتل کو پیتل سمجھ کر خریدنے والوں کی طرح جھوٹے رہنماؤں کو جان بوجھ کر اپنا مقتدا بناتے ہیں۔ اور اہل حق پر کیچڑ اچھالنا اُن کا شیوہ ہوتا ہے ایسے لوگوں کی اصلاح ناممکنات میں سے ہے۔ لیکن وہ لوگ جو پیتل کو سونا سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور حقیقت اُن پر آشکار نہیں ہے اُن کو اگر کوئی اُن کے رہنماؤں کی اصلیت بتادے اور سچوں کی بھی نشان دہی کرادے تو ہو سکتا ہے۔ کہ خدا جادۂ ہدایت پر چلا دے یہ مقالہ ایسے ہی دوستوں کے لئے لکھا جا رہا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو اصل اور نقل کا فرق بتا یا جائے۔

دنیا نے ہر شعبے میں ترقی کی مگر دینی اور روحانی دکانداروں نے عوام الناس کی ایسی گت بنائی ہے۔ اور اُن کے عقائد کی وہ مٹی پلید کی ہے۔ کہ الامان والحفیظ میں نے خود لاہور میں اپنی آنکھوں سے بزرگوں کے مزاروں پر اچھی خاصی اور بظاہر عقلمند عورتوں کو برقعوں کے دامن پھیلا پھیلا کر مرادیں مانگتے دیکھا ہے۔ کہیں پر کسی کا گدھا مر گیا اُس نے دفن کر دیا تو مزار بنا کر نام رکھ دیا "یہ گدھے شاہ کی زیارت ہے"۔ اور شیطان نے اس قسم کے مردوں اور عورتوں کو وہاں جانے کی طرف اکسایا۔ لوگ حلوے پراٹھے اور مٹی کے گدھے لے کر چڑھاوے چڑھانے چلے گئے۔ بعض بزرگوں کے جانشین قبروں پر لوگوں کو عرس کے نام سے بلا کر طواف کراتے ہیں اور لوگ طواف کرتے ہیں۔ حالانکہ طواف سوائے خانہ کعبہ کے کسی جگہ کا جائز نہیں حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہونے کے آداب میں لکھا ہے۔ کہ قبر شریف پر اس طرح حاضر ہو کہ پورا چکر نہ بن جائے کیونکہ وہ طواف کی شکل ہو جاتی ہے۔ پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مزاروں پر شیطان نے ایسے مجاور مسلط کر دئے ہیں جنہیں شریعت اور احکام شریعت سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ انہوں نے اپنے ہی طور پر کچھ ضابطے گھڑ لئے ہیں اور عوام ہیں۔ کہ اُن ضابطوں پر چلتے ہیں۔ بلکہ اُن کی خلاف ورزی کرنا ایک جرم عظیم خیال کرتے ہیں۔ مگر اکثر بزرگوں کے مزارات پر جو قبے بنائے گئے ہیں اُن کے دروازے کھڑکی نما بنائے ہیں تاکہ کوئی بھی آئے تو جھکے بغیر اندر نہ جا سکے پھر اندر جاؤ تو رنگا رنگ کی چادریں۔ رومال۔ جھنڈے۔ ہار پھولوں کے سہرے لٹکے ہوئے ہیں قبر پختہ ہے۔ اور مجاور صاحب کے صندوقچے روپوں سے بھرے جا رہے ہیں۔ مجاور نے نمک کی کان اٹھا کے رکھی ہوئی ہے اور سارے مرضوں کا دارو وہ مزار کے مجاور کا نمک ہے۔ رزق کی جو بے حرمتی ہوتی ہے وہ خدا کی پناہ۔ آٹا گوندھنے والے پاؤں سے گوندھتے ہیں اور پاؤں میں بوریاں لپیٹ کر دیگوں میں چلتے پھرتے ہیں اس کا نام "بھنڈارا" اور "تبرک" رکھا ہوا ہے اور اکثریت ایسے مجاوروں کی ہے جو بھنگی چرسی اور زانی ہوتے ہیں اُن کا نعرہ یہ ہوتا ہے "دم مست قلندر دھر رگڑا" یا بقول حضرت عبیداللہ صاحب انور "رگڑے پر رگڑا۔ نہ غم نہ جھگڑا" فقر سے نا آشنا اور تصوف کو بدنام کرنے والے بعض خود ساختہ ایسے "بزرگ" بھی موجود ہیں جو بزرگی کا لبادہ اوڑھے خلق خدا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ بے پردہ عورتیں ہار سنگھار کئے اُن کے سامنے آتی ہیں۔ باقاعدہ پیر صاحب اُن سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور اُن کی پھل یا مٹھائی کی ٹوکری لے کر اُن کو "دعا" یا تعویز دیتے ہیں۔ خدا کے بندے کبھی اُن بے پردہ عورتوں کو رسول خدا کا حکم نہ سنائیں گے اور نہ اُن کو اسوۂ فاطمہؓ کی تلقین کریں گے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ میری میت بھی رات کو اٹھانا تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ یہ لوگ امت کو گمراہ کرنے کے اصل ذمہ دار ہیں۔ اور یہی ہیں نقلی صوفی۔ ایسے لوگوں کی اقتداء کرنے والوں کو سوچنا چاہئے۔ کہ یہ لوگ خدا رسولؐ اور اولیاء اللہ کے دشمن ہیں۔ دیہاتی عورتیں حد درجہ سادہ ہوتی ہیں اُن کے ایمان خراب کرنے والے "فقیر" اکثر چہروں پر بھبوت مل کر آجاتے ہیں اور "علی" "مولا" کا نعرہ لگا کر رنگا رنگ کے مقولے سناتے ہیں اور پھر اُن کو لڑکے لڑکیاں کی پیدائش اور شادی بیاہ نیز دولت کی فراوانی کی خوشخبریاں سنانے لگ جاتے ہیں۔ کسی کو کہہ دیا کہ تمہارا پچھلا وقت بُرا گزرا ہے آئندہ خوشی دیکھو گے لاؤ پنج تن پاک کے نام کا صدقہ اور اگر نہ دو گے تو تکلیف اٹھاؤ گے وغیرہ۔ اب غریب عورتیں ایمان کی پختگی کے باوجود ٹھوکر کھا جاتی ہیں اور چاہے سارا گھر اُجڑ جائے "فقیر بابا" ناراض نہ ہو۔ جھٹ پچیس ۲۵ روپے حاضر کر دیتی ہیں۔ بعض بعض پہاڑی مقامات پر لوگوں نے فرضی "زیارتیں" بنا رکھی ہیں کہ یہاں ایک مرتبہ فلاں "بزرگ" آکے بیٹھے تھے یہ اُن "بزرگ" کی "بیٹھک" ہے۔ اور پھر ضعیف الاعتقاد عورتیں وہاں جا جا کے عجیب عجیب منتیں مانتی ہیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اس پہاڑی پر شربت کا ایک گھڑا چڑھاوا چڑھاؤں گی۔ چنانچہ پھر وہ ایسا کرتی ہیں اور ہوتا یوں ہے کہ اپنے منہ میں چلو بھر پانی لے لیتی ہیں اور اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ منہ بند کر کے گھڑا سر پر اٹھائے ہوئے بلند پہاڑی پر چڑھنا ہے اگر منہ سے ایک قطرہ بھی گر گیا تو بے انتہا مصیبتیں نازل ہو جائیں گی۔ اسی طرح بعض بعض جگہوں پر ننگے دھڑنگے "ہٹے کٹے" "بزرگ" براجمان ہیں۔ اور دور و نزدیک سے لوگوں کے ہجوم کے ہجوم اُن کی "زیارت" کے لئے آرہے ہیں۔ اور اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ "بزرگ" جس کو ایک گالی دے دیں یا ایک لاٹھی ماردیں تو اُس کی قسمت کے دروازے کھل جاتے ہیں حتیٰ کہ جتنی گالیاں دینگے یا جتنی زیادہ لاٹھیاں ماریں گے اتنا ہی زیادہ اقبال بلند ہوگا۔

استغفر اللہ۔ اکثر خبریں سنتے رہتے ہیں۔ کہ فلاں گاؤں میں پیر آیا مریدوں نے دُھلا ہوا کھیس بچھا کے بستر دیا۔ گھی میں مرغ روسٹ کرکے دیا پیر صاحب کی داڑھی بھی نہیں ہے۔ اور بٹیر بٹیر جتنی مونچھیں رکھی ہوتی ہیں۔ ہر چھ ماہ بعد مریدوں کے ہاں دورہ ہوتا ہے۔ اور جہاں کہیں کسی حسینہ جمیلہ مریدنی پر دل آگیا تو اُسے بھگا لے گئے یہ خدا کے بندے یہ نہیں سوچتے کہ ہم خدا کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہیں اور خدا کی مخلوق کو بھی آنکھیں کھولنی چاہئیں۔ کہ ہم کن شیطان کے ایجنٹوں کے ہاتھوں برباد ہو رہے ہیں۔ یہ باتیں محض من گھڑت نہیں بلکہ آج کل کے روشن خیالی کے زمانہ میں بھی پچھتر فی صد لوگ ان باتوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہدایت فرمائے اور اصلی سچے اور کھرے رہنماؤں کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ کھرے کھوٹے کا طویل موازنہ کرنے کی بجائے میں اپنی کتاب "ملفوظات مولانا احمد علیؒ" سے (جو عنقریب چھپ کے منصہ شہود پر آرہی ہے) چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ جن کی روشنی میں یہ مضمون اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

آپؒ نے فرمایا:-

۱- موجودہ مسلمانوں کے عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کا عنقا کی طرح خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ اور اب نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ جب اُن کو اولیا اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ خدا تعالےٰ کے زندہ بندوں میں سے کسی ولی کی تلاش کریں اور اپنی مقصد برآری کے لئے اُن کی طرف رجوع کریں۔ یہ اُن اولیاء اللہ کی قبروں سے رجوع کرتے ہیں۔ جو آج سے صدیوں پہلے گزر چکے ہیں۔ اُنہی کی قبروں پر جاتے ہیں۔ اور اپنی حاجت روائی کے لئے اُنہی سے استدعا کرتے ہیں اور اپنی مرادیں پوری ہونے پر اُنہی کے حضور میں ہدیہ پیش کرنے کے وعدے کر آتے ہیں۔

۲- "دین کے نام پر بُلانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام اور پھر ان دو قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں خدا پرست علمائے کرام اور گمراہ کن علماء خدا پرست صوفیائے عظام اور طالب زر فقراء مسلمانوں کا فرض ہے کہ کھرے اور کھوٹے علما اور سچے اور جھوٹے فقیروں میں تمیز کریں سچے علماء کرام اور سچے صوفیائے عظام کا دامنگیر اپنے آپ کو بنائیں اگر تمیز کئے بغیر کسی کا دامن پکڑ لیا تو ممکن ہے کہ وہ گمراہ کن اور فریبی فقیر خود بھی جہنم میں جائے اور انہیں بھی ساتھ لے جائے"

۳- آج کل عموماً ایسے ہی گمراہ کن علماء اور آئمہ مساجد کا وجود آپ کو نظر آئے گا۔ (اگرچہ اُن میں صحیح الخیال۔ صحیح العقیدہ باعمل ہستیوں سے بھی انکار نہیں ہوسکتا)۔ اسی طرح فقیری کے بھیس میں بھی آپ کو کئی انسان صورت شیطان سیرت نظر آئیں گے۔ جو فقیری کے دام میں پھنسا کر عام لوگوں کو شیطان کی جماعت میں داخل کرائیں گے۔ اتباع شریعت سے خود بے بہرہ ہوتے اور مریدوں میں بھی یہی زہر بھرتے ہیں آپ اُن کے پاس رہ کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ انہیں خلاف شرع کاموں میں بڑا شوق ہوگا۔ اور شریعت کی توہین بھی ہو جائے۔ تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مثلاً طبلہ اور سارنگی کے دلدادہ قوالی کے عاشق حُقہ کے بڑے مشتاق۔ بھیک مانگ کر بھی اپنے بزرگوں کے بھنڈارے کرنے کو نہایت ہی اشد ضروری خیال کرنے والے ان کے تکیہ کے قریب والی مسجد بھی غیر آباد مگر تکیہ بڑا پُر رونق اور آباد مسجد میں کربلا کا نظارہ اور تکیہ میں ٹھنڈے گھڑے موجود۔ مسجد میں چٹائی ندارد اور اگر ہے۔ تو ٹوٹی ہوئی اور تکیہ میں عمدہ اور صاف صفیں بچھی ہوئی اللہ تعالےٰ اسے گمراہ کن شیطان کے ایجنٹ صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے اور اتباع شریعت کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین"

۴- یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہی چیز کی کئی دکانیں ہوتی ہیں۔ بعض دکاندار اپنی دکان میں کھری چیز رکھتے ہیں اور بعض دکاندار اسی چیز کی کھوٹی جنسیں رکھتے ہیں مثلاً گھی کے دکاندار بعض تو اصلی گھی جو دودھ سے برآمد ہوتا ہے وہ بیچتے ہیں اور بعض بناوٹی گھی بیچتے ہیں اور دونوں دکاندار گھی فروش کہلاتے ہیں مگر ایک کے ہاں کھرا اور دوسرے کے ہاں کھوٹا۔ بعینہ اسی طرح علماء دین کی مثال ہے ایک قسم علماء کی وہ ہے جو قرآن مجید کے پیش کئے ہوئے اسلام کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو پیش فرماتے ہیں اور حضور انورؐ کے صحابہ کرام کی اصلی اسلام کے سانچے میں ڈھلا ہوا نمونہ بنا کر دکھاتے ہیں مثلاً یہ حضرات لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی چیز ہے اور جو آدمی نماز نہیں پڑھیگا اُسے مومن مسلم نہیں بلکہ مومن فاسق کہا جائے گا اور مثلاً اس جماعت کے علمائے کرام لوگوں کو یہ تلقین کریں گے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھا کرو۔ علاوہ اس کے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر اور ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ پڑھا کرو اور ان وظائف کے پڑھنے سے فائدہ بتلائینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا۔ اسے بہشت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہ ہوگی اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ والے وظیفہ کا یہ فائدہ بتلائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص یہ وظیفہ پڑھے گا اُس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ان حضرات کے مقابلہ میں علماء کی ایک دوسری دکان ہے وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں۔ کہ نماز کے بعد مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھا کرو اور اسی وظیفہ کو سمجھو کہ اصلی مسلمان کی علامت ہے۔ اور جو شخص نماز کے بعد یہ وظیفہ نہ پڑھے وہ وہابی ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔ اس کے ساتھ سلام کلام نہیں کرنی چاہئے۔

وظیفہ۔ امداد کن۔ امداد کن۔ از بند غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا

ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ ایمان داری سے خود فیصلہ کرے۔ کہ علماء کی دونوں دکانوں میں سے کس کے پاس اصلی اسلام ہے اور کس کے پاس نقلی اور بناوٹی۔

۵- کھوٹے صوفی بھی قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک گروہ صوفیائے کرام کا بھی ہے اور یہ گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے چلا آرہا ہے۔ اس گروہ میں جو کھرے اللہ کے بندے ہوتے ہیں وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول۔ محبوب۔ مغفور اور مرحوم ہوتے ہیں اُن کی دامنگیری باعث برکت۔ ان کا اتباع موجب نجات اور اُن کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے اُن کی تربیت انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتی ہے ان بزرگان دین کی تربیت سے ہی انسانی روحانی مہلک بیماریوں مثلاً حسد۔ کبر۔ عُجب وغیرہ سے شفا پاتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو اور ان سے اپنی تربیت نہ کرائے تو اغلب یہی ہے کہ انسان روحانی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوگا اور جہنم میں جائیگا اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔ اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔

اس اعلان کی بنا پر صوفیائے کرام کی بھی دو قسمیں ہیں ایک کھرے جن کا ذکر خیر میں ابھی کر چکا ہوں دوسرے کھوٹے جو حقیقت میں اس گروہ میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہوتے۔ مگر صوفیائے کرام کے روپ میں یہ بہروپئے آتے ہیں

اور عوام الناس کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی ان کے ہاں تو یہ مشہور ہے جس کا پیر کوئی نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ کسی نہ کسی شخص کو اپنا پیر بنانا ضروری خیال کرتے ہیں ۔ اگرچہ وہ پیر شیطان کا نائب ہی کیوں نہ ہو اس لئے ہمارے بزرگوں نے ہمیں وصیت فرمائی ہے ۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

کھرے پیر کی پہلی علامت یہ ہے ۔ کہ اُس کے عقائد قرآن مجید کے مطابق ہوں ۔ اور عملی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ کا متبع ہو ۔ اگر عقائد میں قرآن مجید کا مخالف ہو مثلاً اُس کا عقیدہ یہ ہو کہ میرا مرشد ہر وقت ہر آن میرے ساتھ موجود اور حاضر رہتا ہے ۔ اور عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو ۔ مثلاً نماز نہ پڑھے اور یہ کہے کہ ہم تو مکہ معظمہ میں نماز پڑھ آتے ہیں یا یہ کہے کہ مُلاں تو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں اور ہم تو ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں خواہ حقہ پی رہے ہوں سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تو مغفور و مرحوم ہونے کے باوجود لوگوں کے سامنے نماز پڑھیں اور یہ کھوٹے صوفی بے نماز رہ کر جاہل مریدوں کو یہ دھوکہ دیں کہ ہم نماز مکہ معظمہ جاکر پڑھتے ہیں اور بیچارے جاہل مسلمان ان کی ظاہری صورت فقیری کو دیکھ کر اعتبار کر لیتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کھوٹے اور فریب کار صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔

۶ ۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگنے پائیں بلکہ فقط اُس عالم کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں جو ہمیں کتاب و سنت کی تعلیم دے اور فقط اُس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں جو کتاب و سنت کا پورا پابند ہو ۔ اور ہمیں اُس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو ۔ اور اگر ہم شریعت کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پر گرفت کرے ورنہ جو صوفی شریعت کے خلاف ہو ۔ وہ خواہ آسمان پر اُڑتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے ۔ قبلہ عالم کہلائے ہمیں اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے اور اُس کی بیعت کرنا حرام ہے اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے ۔

۷ ۔ بفضلہ تعالیٰ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے بشرطیکہ اللہ تعالےٰ وہ نظر عطا فرمائے جس سے وہ موتی تلاش کئے جاسکیں وہ نظر تب عطا ہوتی ہے جب کسی عارف باللہ سے عقیدت ادب اور اطاعت کے ذریعہ سے تعلق قائم ہو جائے ۔"

۸ ۔ " میں اولیاء کرام کی توہین نہیں کرتا جو اولیاء کرام کی توہین کرے اس پر خدا کی لعنت لیکن جو اُن کو خدا کے درجہ پر لائے اُس پر بھی خدا کی لعنت میں کوئی یوپی سے نہیں آیا ۔ میں پنجاب ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ہوں ۔ میں پنجابیوں کے عقائد سے بخوبی واقف ہوں ۔ ہمارے ہاں کے مرد تو مشرک ہیں لیکن عورتیں ان سے بھی زیادہ مشرک ہیں ۔ جو قبروں پر گھی کے چراغ جلاتے ۔ چڑھاوے چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں مردوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں یاد رکھو خدا کے سوا کوئی ولی کسی کے لئے کچھ نہیں کرسکتا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ فیصلے سب خدا کی بارگاہ سے ہو کر آتے ہیں ۔ بیٹے بیٹیاں دینا ۔ نہ دینا ۔ ..... اور رزق کی تنگی و فراخی سب خدا کے قبضہ میں ہے ۔ ہر کام اُس کے حکم سے طے پاتا ہے "

۹ ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اصلی چیز کی جو قیمت ہوتی ہے وہ نقلی کی نہیں ہوتی اصل میں جو خوبیاں اور اثرات ہوتے ہیں ۔ وہ نقلی میں ہرگز نہیں ہوتے مثلاً جو قدرتی بینگن میں تاثیر ہے وہ مٹی کے مصنوعی بینگنوں میں نہیں ہوسکتی ۔ علیٰ ہذا القیاس اصلی اہلسنت والجماعۃ صحابہ کرام ہی ہیں ۔ ان کے بعد جس شخص یا جس جماعت میں وہ صفات پائی جائیں گی وہ اصلی اہلسنت والجماعت ہوں گے اور جو ان اوصاف سے خالی ہوں گے وہ نقلی کہلائیں گے ۔"

۱۰ ۔ حجاب سُو معرفۃ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی معاملہ میں صحیح علم ہی نہ پہنچا ہو ۔ مثلاً کسی شخص نے لوگوں کو یہ ترغیب دی کہ بزرگوں کو ثواب پہنچانے اور اُن کی روح کو خوش کرنے کے لئے عُرس کرنا چاہئے اور اُس کی صورت یہ ہو کہ ان کی وفات کے دن اکیلے یا چندہ جمع کرکے دال میں گوشت ڈال کر ایک دیگ پکائی جائے اور قوالوں کو بلا کر طبلے بجوائے جائیں اور طبلوں کی تھاپ کے ساتھ ساتھ نعتیہ اشعار پڑھے جائیں اور اُس دن کنجریاں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی سلام کے لئے بے تنک شوق سے آئیں ۔ کنجری دو زانو بیٹھ "حضرت" کے مزار کی طرف منہ کرکے گانا گائے اور اُس کے پیچھے بیٹھ کر ہارمونیم بجائے ۔ قوال بھی یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ حضرت رحمتہ علیہ کی روح بڑی خوش ہو رہی ہے اور گانے والی کنجری بھی یہ خیال کر رہی ہے کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی روح گانا سن کر بڑی خوش ہو رہی ہے اور لوگ بھی اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق قریب کیا بلکہ دور دور سے آرہے ہیں کہ "حضرت رحمتہ اللہ علیہ" کے عرس میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں ۔ حالانکہ یہ سارا معاملہ ہی غلط اور خلاف شرع ہے برادران اسلام اصلی سچا اور کھرا دین وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا ہو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگان دین کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہی طریقہ سکھایا ہے ؟ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ طریقہ کرکے دکھایا ہے یا آئمہ عظام یا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ یا امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ یا امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے بزرگان دین کے اس طرح پر عرس کرکے دکھائے یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا تھا ؟ اگر یہ چیزیں مسلم التعظیم بزرگوں سے نقل ہو کر نہیں آئیں ۔ تو پھر بتلائیے کہ ان چیزوں کو اسلام خیال کرکے کرنا کہاں تک صحیح ہے ؟ جن چیزوں کی تفصیل اوپر عرض کر چکا ہوں ۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام سے ثابت نہیں ہیں اور کرنے والے انہیں اسلام ہی سمجھ کر کرتے ہیں ۔ اور جو روکے اس سے لڑتے جھگڑتے اور مار پیٹ تک تیار ہو جاتے ہیں ۔ اس غلط طریقہ کے اختیار کرنے میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے اصل قصور فقط انہی لوگوں کا ہے ۔ جنہوں نے عالم دین کہلا کر انہیں دین کا مفہوم غلط بتایا اسی کو حجاب سو معرفۃ کہتے ہیں کہ علم ہی غلط ثابت ہو ۔

۱۱ ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے ۔ کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی چیز پائی جاتی ہے ہر کھری چیز کے مقابلہ میں کھوٹی چیز دنیا میں موجود ہے ۔ اس لئے اصلاح کی گدی پر جلوہ افروز ہونے والوں میں بعض کھرے ہوتے ہیں ۔ اور بعض کھوٹے ۔ لہذا کھرے مصلح کی پہچان ضروری ہے ۔ صحیح مصلح کی پہچان یہ ہے ۔

۱ ۔ اگر وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پورا عالم نہ ہو ۔ تو کم از کم بقدر ضرورت دین کی اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو اسے توحید اور شرک میں تمیز ہو سنت اور بدعت میں تمیز ہو ۔ اصلی دین محمدی جو دربار نبوی سے چلا تھا اور جو بعد میں اس میں ملاوٹ ہوئی ہے ۔ اس کو تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔

۲- خود اس اصلی دین کا پابند ہو۔ خصوصاً ارکان خمسہ اسلام کا پابند ہو۔

۳- اس کی صحبت میں جانے سے طبیعت کا رجحان یاد الہیٰ کی طرف ہوتا نظر آئے اور وہ اپنی صحبت میں اپنے عیبوں کو دیکھے۔ اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائے۔

۴- مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں بددیانتی نہ کرے۔

۵- جلب زر کا حریص نظر نہ آئے۔

۶- لوگوں پر اپنی حاجتوں کا اظہار نہ کرنے پائے۔

۷- اللہ تعالےٰ اُسے جو رزق عطا فرمائے اس پر قناعت کرنے والا ہو۔ ان صفات سے متصف ہونے والے اللہ تعالےٰ کے بندوں کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے ایسے اللہ تعالےٰ کے بندوں کی صحبت انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیتی ہے بشرطیکہ ان کی صحبت میں رہنے کی جو شرائط ہیں اُنہیں پورے طور پر نبھائے۔ اور وہ تین شرطیں ہیں۔ (۱) عقیدت (۲) ادب اور (۳) اطاعت

۱۲- نیکی اور بدی کی سمجھ بھی سیکھے بغیر نہیں آتی۔ ہمارے ہاں عام طور پر نیک کی تعریف یہ ہے کہ لٹیں بڑھی ہوئی ہوں۔ اور گیروی رنگ کے کپڑے زیب تن ہوں۔ ایسے شخص کو نیک کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سراپا شیطان ہو میاں محمد عیسیٰ صاحب ساکن میاں علی تبلیغ کے سلسلے میں ایک گاؤں گئے۔ جس شخص کے گھر میں مہمان تھے۔ اُس کے ہمسایوں میں ایک پیر آیا ہوا تھا۔ اُس ہمسائی نے اُن کو بتایا۔ کہ میرا پیر اناج نہیں کھاتا۔ صبح سے دو مرغ پکوا کر کھا بیٹھا ہے زبردستی حلوہ بھی پکوا کر کھا چکا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ بارہ روپے نذرانہ دو گی تو جاؤں گا۔ میں ایک دفعہ سندھ گیا تو ایک دوست نے وہاں کے پیر کا قصہ سنایا۔ پیر صاحب کے مریدوں میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ ہمارے پیر صاحب کی کرامت یہ ہے کہ پاخانہ نہیں کرتے اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے پیر صاحب کو رات کو پلاؤ کھلایا اور سوتے وقت خوب کڑھا ہوا دودھ پلا دیا۔ اور اُن کو ایک کمرے میں سُلا کر دروازہ مقفل کر دیا۔ اُسے جب حاجت ہوئی تو بہت کوشش کی مگر باہر نہ نکل سکا۔ اینٹیں بھی اکھاڑنے کی کوشش کی آخر کار باورچی خانہ میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ میں نے سب کو بلا کر اُن کے مریدوں کے غلط پروپیگنڈے کا راز فاش کر دیا"

۱۳- "ہم مطلق تصوف کے قائل نہیں ہم تو اس تصوف کے حامی ہیں۔ جس کا ماخذ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ جو صوفی یا عالم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف دوڑتا نظر آئے گا۔ ہم تو اس کے پیچھے دوڑیں گے۔ بعض مسلمانوں کو پیر ایسے ملتے ہیں جو پاؤں میں گھنگھرو باندھ کر اپنے مریدوں کو نچاتے ہیں۔ اس قسم کے پیروں کی صحبت میں عبادت کی توفیق بھی نہیں رہتی"

۱۴- "موتی ملتے ارزاں مگر اللہ والے موتیوں سے بھی زیادہ گراں ہوتے ہیں اُن کے جوتوں کے تلے کی خاک کے ذروں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے"

۱۵- "بزرگان سلف کا یہ ادب نہیں کہ ان کے مزارات پر پھولوں کی چادر لے جا کر ڈال دی جائے یا طبلہ بجانے والوں کو بلا کر قوالی کرا دی جائے یا بھنڈارا پکا کر کھا لیا جائے"

۱۶- "کیا خواجہ علی ہجویریؒ یہ سکھلا گئے ہیں کہ میری قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا۔ گلہ میں پیسے ڈالنا یہ ان کا ادب نہیں۔ بلکہ اُن کا ادب یہ ہے کہ ان کے طریقہ کو زندہ کیا جائے میں اُن کو بہت بڑے اولیاء کرام میں سے سمجھتا ہوں اور کبھی کبھی فاتحہ خوانی کے لئے اُن کے مزار پر بھی حاضر ہوتا ہوں"

۱۷- "مزارات پر پھولوں کی چادریں چڑھانے والوں سے اگر آپ کہیں کہ اس کی بجائے اگر کسی غریب مسکین بیوہ یا یتیم کو دو روپے دے دیں۔ تو یہ زیادہ اچھا ہوگا اور اس کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچا دیں تو وہ ہرگز نہ مانیں گے۔ اس لئے کہ اس میں کوئی نام نمود نہیں ہے"

۱۸- "ایک شخص نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا آپ میں سے کچھ حضرات اس کو جانتے ہیں میں آپ کو اس کا نام نہیں بتلاؤں گا۔ اس کا بیان ہے کہ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف آ رہا تھا۔ سنہری مسجد کے قریب ایک ہندو نوجوان لڑکی پر میری نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا پھر آج تک روشن نہیں ہو سکا"

۱۹- پنجاب میں جو لٹیں بڑھائے اس کو لوگ سائیں یعنی نیک کہنے لگتے ہیں خواہ اندر پورا شیطان ہو آپ نے شیخوپورہ کے ایک پیر کا واقعہ اخبارات میں پڑھا ہوگا اکثر افسر اس کے معتقد ہو گئے بعد میں جب اغوا کے جرم میں پکڑا گیا۔ تو انہیں افسروں کے سامنے پیش ہونا تھا۔ کرنل لارنس پیر کرم شاہ بن کر آ گیا۔ تو لوگ اُس پر لٹو ہو گئے"

۲۰- میں کہا کرتا ہوں۔ کہ جس کو کوئی کام نہ ملے وہ لنگوٹی کھول کر ننگا ہو جائے اور پاگلوں والی باتیں کرنے لگے تو لوگ اُس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ یہ مجذوب ہے یہ یاد رکھیئے کہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا اور نہ ہر مجذوب پاگل ہوتا ہے۔

۲۱- ہمیں اُن اللہ والوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے کا حکم ہے۔ جن کی زندگی کا مقصد نہ جائدادیں بنانا ہے۔ نہ گریڈ اور عہدے بڑھانا نہ سیٹھ بننا اور نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا ان کو اللہ کی رضا کے سوا کوئی چیز محبوب نہیں"

۲۲- "آپ کو اللہ والوں کی بھی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا۔ کھرا وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیر الانام ہو۔ زبان سے تو سب یہی کہتے ہیں کہ ہم کھرے ہیں میں تو ہمیشہ آپ سے یہی کہا کرتا ہوں کہ اس کو بھی اللہ کے سپرد کیجئے کہ اے اللہ جو کھرا ہے۔ ہمیں اُس کے ہاں پہنچا۔ تاکہ قیامت کے دن تو ہم سے یہ سوال نہ کرے کہ تم فلاں جگہ کیوں گئے تھے"

۲۳- "حضرت امروٹی جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ ان کا ایک خادم عبدالستار ہے اب بھی زندہ ہے۔ اور نیم پاگل سا ہے مگر کامل کا عکس اُس پر پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اعلیٰ درجہ کا توحید پرست ہے وہ ایک دفعہ کسی بزرگ کے مزار پر گیا وہاں عورتیں اولاد کی دعائیں مانگ رہی تھیں اُن سے کہنے لگا کہ مائی! اولاد قبروں والے نہیں دیتے بلکہ اولاد خاوندوں سے ملتی ہے"

۲۴- "لاہور میں ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں جن کے سینہ میں نور قرآن نہیں ہے۔ جن علماء اور فقراء سے اُن کا تعلق ہے ان کے اندر بھی نہیں ہے اس لئے دونوں گمراہ ہیں"

۲۵- "گھڑا جب آوے میں ڈالا جاتا ہے تو پکتا ہے اسی طرح طالب صادق صحبت میں پکتا ہے لیکن کامل لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے۔ وہ نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں"

۲۶- "جو بکری یا بھیڑ ریوڑ میں رہتی ہے۔ وہ گڈریا کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ جو ریوڑ سے علیحدہ ہوتی ہے وہ گڈریا کی حفاظت سے نکل جاتی ہے اور بھیڑیا اُس کو شکار کر لیتا ہے۔ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے وہی شخص اپنا ایمان بچا سکتا ہے جو حق پرست جماعت سے وابستہ رہے گا"

۲۷- اس جہان میں ہر کھری چیز کے ساتھ کھوٹی موجود ہے اصل کے مقابل میں نقل۔ نور کے مقابلے میں ظلمت حق کے مقابلے میں باطل موجود ہے۔ تصوف کے بھیس میں بھی بعض کھرے اور

(باقی برصفحہ [illegible])

غیر فانی کہانیاں

محمد ظہیر مفتاحی

حضرت خبابؓ ایک عورت کے غلام تھے اس کو خبر پہنچی کہ یہ رسول اللہؐ سے ملتے ہیں۔ تو اس کی سزا میں لوہے کو گرم کر کے ان کے سر کو اس سے داغتی تھی۔ انہیں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا۔ کبھی بالکل سیدھے گرم ریت پہ لٹایا جاتا جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گر گیا تھا۔ اور کبھی آگ کے انگاروں پر گھسیٹا جاتا تھا۔

(۲) حضرت صہیب رومیؓ کو اتنا مارا جاتا۔ کہ ان کے حواس مختل ہو جاتے آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ دشمنوں کو خبر ہوئی۔ تو پیچھے اور ان کو راستہ میں روکا حضرت صہیبؓ نے اپنا ترکش سنبھالا اور فرمایا۔

"تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ تیر انداز ہوں۔ یاد رکھو ایک تیر بھی میرے پاس باقی رہے گا۔ تو تم لوگ مجھ تک نہیں آ سکو گے"۔

اس پر کفار مکہ نے کہا۔

"تم جا سکتے ہیں۔ مگر یہ مال و متاع نہیں لے جا سکتے۔ جو تم نے ہمارے شہر میں پیدا کیا ہے"

حضرت صہیبؓ نے بخوشی منظور فرما لیا۔

(۳) حضرت خبیبؓ کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا جاتا ہے۔ دشمن ہر چہار طرف سے نیزے مارتے ہیں۔ یہاں تک کہ جسم چھلنی ہو جاتا ہے۔ عین اسی حالت میں ایک شقی ان سے پوچھتا ہے۔

کیا تم اس پہ تیار ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلعم ہوں۔ اور تم بچ جاؤ"؟ وہ سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہیں۔

"میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ ان کے تلوے میں کانٹا چبھے اور میں بچ جاؤں"؟

(۴) جنگ احد میں جب رسول اکرم صلعم دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے۔ تو ایک موقع ایسا آیا کہ حضرت طلحہؓ کے علاوہ آپ کے پاس کوئی نہیں تھا۔ چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ حضرت طلحہؓ ان تیروں کو اپنے سپر سے روک رہے تھے۔ یکایک سپر ان کے ہاتھ سے گر گئی تو انہوں نے سوچا کہ جتنی دیر میں سپر اٹھاؤں گا۔ نہ معلوم کتنے تیر رسول خدا صلعم پہ آ جائیں گے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ہاتھوں پہ تیروں کو روکنا شروع کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا ہاتھ بالکل شل ہو گیا۔ اور آخر عمر تک اس ہاتھ نے کوئی کام نہیں دیا۔

(۵) حضرت ابو فکیہہؓ کے پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹا جاتا۔ ایک روز اس زور سے گھسیٹا گیا کہ دم نکلنے کے قریب ہو گیا۔ اور ایک روز ان کے سینہ پر اتنا وزنی پتھر رکھا گیا۔ کہ ان کی زبان نکل پڑی۔

(۶) غزوۂ احد میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ تو حضرت انسؓ بن نضرؓ فوراً پکار اٹھے۔

"حضور کے بعد اب زندگی بیکار ہے"۔ اور اپنے ساتھیوں کی خبر دی۔ کہ میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ فوراً ہی دشمنوں کی صف میں گھس پڑے۔ اور تقریباً نوے زخم کھا کر شہید ہوئے۔

(۷) ہجرت مدینہ کے موقع پر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ صدیق کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم فرمایا۔ کہ "چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ تاکہ گھر میں نہ ہونے کا کسی کو پتہ نہیں سکے" اور ادھر حال یہ تھا۔ کہ کافر نوجوانوں کے دستے حرم نبوت کے چاروں طرف رات کی تاریکی میں چھپ کر بیٹھے تھے کہ "رسالت کی آواز" کو آج ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے۔ مگر شیدائی رسول کو دیکھئے کہ باوجود اس حقیقت کو جانتے ہوئے کہ صبح ہونے سے پہلے یہ بستر ایک مذبح بن جائے گا۔ بے دھڑک اس پر لیٹ جاتا ہے

(۸) حضرت بلالؓ کو جو بعد میں مسجد نبوی کے مؤذن ہوئے، ان کے آقا نے محض مسلمان ہونے کے جرم میں ان پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے ہیں جنہیں سن کر انسانیت لرز اٹھتی ہے ٹھیک اس وقت جب کہ آفتاب نصف النہار پہ رہتا تھا۔ اور جہاں عرب کے چمکتے ریت پہ انگلی رکھنا دشوار تھا۔ ان کو برہنہ کر کے اسی تپتی ہوئی ریت پہ لٹایا جاتا تھا۔ اور ایک وزنی گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ کر کہا جاتا تھا کہ "رسول کی محبت کو دل سے نکال دو ورنہ اسی طرح ختم کر دیئے جاؤ گے"۔

حضرت بلالؓ جواب میں محمد رسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے۔ اور پورے اطمینان دل کے ساتھ ان مشکلات و مصائب کو برداشت کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب وہ گرم ریگ سے اٹھائے گئے تو ان کا سارا جسم آبلوں سے بھرا تھا۔ دوسرے دن پھر انہیں آبلوں کے ساتھ اسی طرح تپتی ریت پر لٹائے گئے۔ اور ادھر سے تپتی ہوئی چٹان سینہ پر رکھی گئی۔ خدا ہی بہتر جانتا تھا۔ کہ ان آبلوں کے ٹوٹنے کے بعد تپتی ہوئی ریت نے کیا اثر کیا ہو گا۔؟ مزید برآں یہ کہ اس تپتی ہوئی ریت سے اٹھائے جاتے تو ان کے گلے میں رسی باندھ دی جاتی۔ اور بدتمیز لڑکوں کے حوالے کر دیئے جاتے اور ان سے تاکید کر دی جاتی تھی۔ کہ ہر لڑکا اپنی مخالف سمت کو کھینچے۔ حضرت ابو بکرؓ نے سنا تو ان سے رہا نہ گیا۔ فوراً مالک سے خرید لیا۔ اور اسی وقت آزاد کر دیا۔

(۹) حضرت زیدؓ کو جنہیں حضرت خدیجہؓ نے خرید کر رسول اللہؐ کی خدمت میں دیا تھا۔ اور آپ نے انہیں آزاد کر کے انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ پالا تھا۔ جب ان کے چچا وغیرہ نے آنحضرت سے طلب کیا۔ اور کہا "یہ ہمارا بھتیجا ہے اسے ہمیں واپس کر دیجئے" تو آپ نے حضرت زیدؓ کو بلا کر دریافت کیا "ان کو تم پہچانتے ہو"؟

حضرت زیدؓ نے فرمایا "ہاں میں پہچانتا ہوں یہ میرے چچا ہیں۔ یہ فلاں ہیں۔ یہ فلاں" آپ نے فرمایا "یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ کہو کیا رائے ہے"؟ حضرت زیدؓ نے کہا "آپ پر میرے ماں باپ قربان میں کسی طرح آپ کے فراق کو گوارا نہیں کر سکتا" اور والدین کے گھر جانے سے انکار کر دیا

(۱۰) حضرت ابوذر غفاریؓ قبیلۂ غفار کے ممتاز رکن اور سراپا ایثار بزرگ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد۔ اپنی تمام طاقتوں کو اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔ چند امرائے مکہ نے آپ کو مال و زر کا لالچ دے کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا۔ لیکن آپ پہاڑ کی طرح راہ حق پر قائم رہے اور کوئی ترکیب آپ کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکی۔

ایک اہم موقعہ پر آپ کو اپنے والد کی جائیداد سے محروم ہونا پڑا۔ لیکن اس آزمائش سے بھی آپ کے عزم میں کوئی فرق نہیں آیا جب مال و زر کی پیشکش ناکام ثابت ہوئی تو اہل کفر نے آپ پر وحشیانہ مظالم کئے۔ آپ کو زدوکوب کیا گیا۔ آپ کو گرم ریت پر لٹا کر آپ کے سینے پر پتھر رکھ دیئے گئے۔ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر آپ کو گھسیٹا گیا۔ لیکن یہ وحشیانہ مظالم بھی آپ کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکے۔ کفار مکہ کے زرخرید غلام جب آپ پر سنگ باری کرتے تو آپ فرماتے۔

"چاہے جتنا ظلم کرو لیکن مجھے اتنا زخمی نہ کرو کہ خون جاری ہو جائے۔ اور میرے کپڑے ناپاک ہو جائیں اور میں دین کے حکم کی تعمیل نہ کر سکوں"۔

(۱۱) حضرت ابو سلمہؓ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔

"تم جا سکتے ہو مگر ہماری لڑکی ام سلمہ کو نہیں لے جا سکتے"۔ وہ راضی ہو گئے اور تن تنہا چل دیئے۔



ابوالاسرار رمزی اٹاوی

اثرِ تصورِ پاک سے کسی نو بہار جمال کے
طبقات مطلع نور ہیں کرہ جہانِ خیال کے
چمنِ حیات میں تازگی، نفس و نظر میں بہار ہے
ہے عیاں تبسّم زندگی وہ شگفتگی وہ نکھار ہے
مرے تن میں قلب و دماغ ہیں کہ سرود و سوز کے باغ ہیں
جو نفس نفس میں ہے بانسری تو نظر نظر میں چراغ ہیں
وہ معلّمِ عرب و عجم کہ جہاں پہ جس نے کیا کرم
وہ امیر قافلۂ اُمم مری روح جس کے تہِ قدم
میں اسی کا زمزمہ گاؤں گا میں اسی کا حال سناؤں گا!
جو جہانِ پاک کا عکس ہے وہ نظارہ تم کو دکھاؤں گا!

کبھی رکھ دی اونٹ کی اوجھڑی دمِ سجدہ گردنِ پاک پہ
کبھی چہرہ خوں میں رچا دیا تو گرا دیا کبھی خاک پر
وہ جفا و جور وہ آفتیں نئی روز روز شرارتیں
وہ مصیبتوں پہ مصیبتیں وہ اذیتوں پہ اذیتیں
یہ تمام ظلم سہے مگر کبھی قوم کو نہ بُرا کہا
نہ نزول قہر کی آرزو نہ دعائے بد کا خیال تھا
یہ نبیؐ کی سیرت پاک تھی یہ نبی کا خُلق عظیم تھا
جو خیال میں بھی نہ آسکے وہی ان کا لطف عمیم تھا

کبھی قافلوں میں شریک تھے کبھی تاجروں کے ہجوم میں
کبھی معرکوں میں تھے جلوہ گر کہ ہو جیسے چاند نجوم میں!
شب و روز شغلِ پیمبری، وہ مجاہدات وہ بندگی!
بڑے اہتمام کی سلطنت بڑے سوز و ساز کی زندگی!
نہ فراعنہ سے ڈرے کبھی نہ جبابرہ سے ڈرے کبھی
رہے زور و شور کے معرکے نہ مقابلے سے ہٹے کبھی!
در و کاخِ کفر ہلا دیئے سرِ پُر غرور جھکا دیئے!
جو فجور و فسق سے تھے بھرے وہ رواج سارے مٹا دیئے
رہِ بندگی پہ سب آگئے، نہ صنم رہے نہ صنم کدے
نہ دلوں میں شیوۂ آذری نہ دماغِ کفر میں بُت رہے!
نہ وہ پتھروں کے خدا رہے نہ وہ نقشِ لات و منات کے
یہ کسی کی سیرت پاک تھی یہ تھے کارنامے حیات کے

تبلیغی اجلاس

ضلع لائلپور کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی کا پانچواں سالانہ اجلاس ۴-۵-۶ ستمبر ۱۹۶۴ء ۱۳۸۴ھ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ربیع الثانی جمعہ ہفتہ اتوار بمقام دھوبی گھاٹ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد عبد اللہ درخواستی حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی مولانا قاسم الدین صاحب مولانا عبد الشکور دینپوری مولانا عبد القادر آزاد مولانا مناظر حسین نظر سید حسن شاہ بخاری مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی سید امین گیلانی جناب کمتر پیلانوی جناب چشتی صاحب حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب مہتمم مدرسہ قاسمیہ و دیگر علماء و شعراء عوام سے خطاب فرمادیں گے پہلا اجلاس بروز جمعہ صبح ۹ بجے شروع ہوگا۔ تمام احباب شرکت فرما کر اجلاس کو کامیاب فرمادیں۔

عبدالحی عابد ناظم اعلیٰ جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی لائلپور

اعلان

حلقہ وار مبلغین و مقامی جماعتوں کی اطلاع کے لئے حسب ذیل اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن شہروں میں مبلغین متعین ہیں مثلاً کراچی کوئٹہ سکھر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ وغیرہ وغیرہ جماعتی امور میں یگانگت اور تبلیغی مساعی میں ترقی کے پیش نظر مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہر مقامی مبلغ کا فرض کہ وہاں کے امیر جماعت سے مشورہ اور رابطے سے جماعتی امور سرانجام دیں نیز جلسوں وغیرہ کے سلسلہ میں بھی ان سے مشورہ کریں۔ ہاں کسی اہم ضرورت کے وقت مبلغ جماعت مرکز سے رجوع فرمادیں۔

(مولانا) محمد علی (صاحب) جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

"جمعیت تحفظ سنہ ہجری" کا قیام

مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ہجری نبویؐ اسلامی کو دریا آباد لیاری کوارٹرز کراچی میں ایک نئے اصلاحی ادارہ "جمعیت تحفظ سنہ ہجری" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جناب محمد حسن صاحب نقشبندی سرپرست، جناب محمد رمضان صاحب میمن ناظم اور جناب عبدالکریم صاحب سیکریٹری منتخب کئے گئے جمعیت ہذا ہجری سنہ کو رائج کرانے کی ہر ممکن جد و جہد کرے گی تمام اسلامی، اصلاحی اور سماجی اداروں کو اشتراک عمل کی عام دعوت دی جاتی ہے۔ مزید معلومات جوابی خط لکھ کر جمعیت کے دفتر نزد نورانی مسجد دریا آباد کراچی ۲ کے پتہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(ناظم جمعیت ہذا)

محمد حسام اللہ شریفی

پیغمبر آخر الزماںؐ

اور اصلاحِ معاشرہ

آج سے چودہ سو سینتیس برس پہلے نو ربیع الاوّل کو اُس ذات قدسی صفات ہے اس دُنیا میں ظہور کیا جسے کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور جس نے اپنی اسی رحمت سے کام لیتے ہوئے کائنات کی ساری تاریکیوں اور اندھیروں کو روشنی سے بدل دیا اور انسانی معاشرے کی تمام خرابیوں کو دور کر دیا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ظہور سے پہلے کی دُنیا کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی خرابی ایسی نہ تھی جو دُنیا میں نہ پائی جاتی ہو اور کوئی برائی ایسی نہ تھی جس میں اہل عرب مبتلا نہ ہوں۔ غرض سارا معاشرہ بگڑ چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے اپنے آخری پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بہت قلیل عرصے میں دُنیا بھر میں سب سے زیادہ بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح نہایت عمدہ اور احسن طریقے سے فرمائی۔

رسول معظم علیہ السلام نے زندگی کے ہر شعبے کی اصلاح فرمائی اور معاشرے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہا جس تک آپؐ کی نگاہ نہ پہنچ سکی ہو۔ اگرچہ معاشرے کی اصلاح کی خاطر نبی محترمؐ کو ہر طرح کی تکالیف برداشت کرنا پڑیں لیکن تمام مصیبتیں سہنے کے باوجود بھی اپنے معاشرے کی اصلاح و تطہیر کا کام جاری رکھا اور ذرہ برابر بھی پائے مبارک میں لغزش پیدا نہیں ہوئی۔ اور آپؐ کی کوششوں سے تیئیس سال کی مختصر سی مدت میں وہ معاشرہ وجود میں آگیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا آج تک قاصر ہے۔

کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنے کو لوگ کتنا حقیر کیوں نہ سمجھتے ہوں لیکن بہ ظاہر اس معمولی سی چیز سے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور گھر کے گھر جس طرح تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اُس سے ہر شخص واقف ہے۔ اسی وجہ سے ارشاد فرمایا گیا۔

لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضاً (القرآن)

تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے —— اور غیبت کیا ہے؟

ذکرک اخاک بما یکرہٗ قیل افرأیت اِن کان فی اخی ما اقول؟

اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اُن الفاظ میں کرنا کہ اگر وہ سن لے تو ناپسند کرے۔ پوچھا گیا کہ اگر وہ برائی اُس میں موجود ہے؟

قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتّہٗ۔ (مسلم عن ابی ھریرہؓ)

فرمایا کہ اگر وہ عیب جو تم نے بیان کیا ہے۔ اُس شخص میں پایا جاتا ہے تو غیبت ہے۔ اور اگر تمہارا بیان کردہ عیب اس میں نہیں پایا جاتا تو یہ بہتان ہے (جو غیبت سے کہیں بڑھ کر ہے)

اسی غیبت سے ایک دوسرے کے دلوں میں کدورت، نفرت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر یہی چیز معاشرے کے بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔ اسی بنا پر اس سے روکا گیا۔

رشوت، معاشرے کا ایک رِستا ہوا ناسور ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں اس کی مذمت کی جاتی رہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت کے ساتھ ہی ساتھ اس کی جڑ بھی کاٹ دی۔

عن ابن عمر نُھینا عن التکلف رواہ البخاری۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نقل فرماتے ہیں کہ ہمیں تکلّف سے روکا گیا۔

اور یہ تکلّف اور نمود و نمائش ہی رشوت لینے کا سبب بنتے ہیں۔ اور جب کوئی معاشرہ تکلّف کی بیماری میں مبتلا ہو جائے اور لوگ جس طبقے سے تعلق رکھتے ہوں اس کے بجائے طبقۂ اعلیٰ میں شامل ہونے کی خواہش ان میں پیدا ہو جائے تو پھر اِن تکلفات میں اُن کی آمدنی ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیتی ہے۔ اور لامحالہ انہیں "دستِ غیب" کی ضرورت پڑتی ہے اسی وجہ سے نبی کریمؐ نے رشوت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی اُمت کو تکلّفات میں پڑنے سے روک دیا۔ اور رشوت کے متعلق بھی ارشاد فرمایا۔

الراشی والمرتشی فی النار (الحدیث)

رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

سود کے ذریعے جس طرح غریبوں کی دولت کو اُن سے چھینا جاتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں انہیں نانِ شبینہ تک سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسے کسی طرح بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پھر اس سے وہ لوگ، جن کے پاس کچھ رقم ہوتی ہے۔ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور بغیر محنت و کوشش کے اپنے سرمائے میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں جس سے وہ لوگ کاہل اور معاشرے کے لئے ناکارہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے معاشرے کی کسی قسم کی بھلائی کی توقع نہیں رکھی جا سکتی اور اسی وجہ سے اسلامی معاشرے میں سود کی کوئی گنجائش نہیں ——

عن ابی مسعود قالؓ لعن رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و موکلہ رواہ مسلم زاد الترمذی وغیرہ و شاھدیہ وکاتبہٗ (ریاض الصالحین صفحہ ۶۱۶)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی کاروبار کرنے والے (سود لینے والے اور سود ادا کرنے والے) سودی کاروبار کرنے کے متعلق گواہی دینے والے اور سودی کاروبار سے متعلق کاغذات لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

جب کسی قوم اور ملک کے لوگوں میں امارت کی حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر شخص امیرِ قوم، ہر آدمی امیرِ صوبہ اور ہر راہنما امیرِ ملک بننے کا خواہاں ہو اور اس مقصد کے لئے وہ ہر جائز و ناجائز ہتھکنڈے اختیار کرنے پر اُتر آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ اُس معاشرے میں بگاڑ کی ابتدا ہو چکی ہے۔ کیونکہ ایسے موقع پر ہر شخص اپنے مقابل کی پگڑی اُچھالنے کی کوشش اور اُس کی معمولی سے معمولی غلطی اور برائی کو بڑھا چڑھا کر دوسروں کے سامنے پیش کرنے میں مصروف نظر آتا ہے۔ سے

و عین السخط تبدی المساویا

اسی لئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃً یوم القیٰمۃ۔

(بخاری عن ابی ھریرہؓ)

تم لوگ امارت کے خواہش مند ہوگے حالاں کہ یہی چیز قیامت کے دن

باعث ندامت ہوگی۔

اور اس کی وضاحت بھی فرما دی کہ تم اپنے لئے کس قسم کے لوگوں کو امیر منتخب کرو اور کیسے لوگ تمہارے حاکم ہونے چاہئیں۔

خیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم وتصلون علیھم ویصلون علیکم۔ وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم قال قلنا یا رسول اللہ افلا ننابذھم؟ قال لا ما اقاموا فیکم الصلاۃ (مسلم عن عوف بن مالک)

تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں، تم ان کے لئے دعائیں مانگتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں ــــ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے ہیں اور تم اُن پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسے حاکموں کی اطاعت کرنے سے ہم اپنے آپ کو آزاد نہ کرلیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں، جب تک وہ تم میں نماز قائم رکھتے ہیں۔

دوسری روایت میں مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فان امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (بخاری ومسلم عن ابن عمر)

اگر وہ حاکم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دے تو اس صورت میں اُس کی بات بھی نہ سنو اور نہ اس کی اطاعت کرو۔

معاشی اور دوسری مختلف پریشانیوں کی بنا پر جب معاشرے سے ذہنی سکون واطمینان رخصت ہوجائے اور ہر طرف بے اطمینانی کا دور دورہ ہوجائے تو اس معاشرے میں معمولی معمولی باتوں پر دوسروں کو قتل کرنے اور اپنے آپ کو ختم کرنے کی وارداتیں عام ہونے لگتی ہیں ضبط تولید کا پرچار کیا جانے لگتا ہے۔ مثبت اقدام اختیار کرنے کے بجائے منفی قدم اُٹھائے جانے لگتے ہیں۔ مگر اسلام اور پیغمبر اسلام نے ضبط تولید کو کسی طور پر مستحسن قرار نہیں دیا بلکہ سختی سے خاندانی منصوبہ بندی کی مذمت کی ہے۔ کہ اس کے ذریعے زنا کے پھیلنے کا امکان ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ اور حالات و واقعات اس پر شاہد ہیں کہ اس کے ذریعے رہی سہی عصمت و عفت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے ــــ تو کیا محض ایک موہوم اُمید کے سہارے اتنے عظیم نقصان کو برداشت کرنا عقلمندی اور دانائی کہلا سکتا ہے؟ جب کہ اخباری اطلاعات کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والے اصحاب کے ہاں ایک نہیں بلکہ دو دو اور تین تین بچے بیک وقت پیدا ہو رہے ہیں۔

معاشرے سے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق (القرآن)

بھوک سے ڈر کر اپنی اولاد کو ختم نہ کرو۔

الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس (بخاری عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص)

کبائر میں سے خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ اور والدین کی نافرمانی کرنا اور قتل نفس کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار باتوں کی نشاندہی کرکے ان سے بچنے کا حکم دیا تاکہ معاشرے کو فساد سے بچایا جاسکے۔

معاشرے میں فتنہ و فساد اور خرابی پیدا کرنے میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط بھی نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں مغربی ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ وہاں مرد و زن کے آزادانہ اختلاط سے معاشرہ جس تیزی سے تباہی و بربادی کے گڑھے کی طرف جا رہا ہے اہل عقل و دانش اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اسلامی معاشرے میں اسی وجہ سے پردے کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور اپنے خاص رشتے داروں کے علاوہ کسی بھی مرد کے سامنے آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ حد یہ ہے کہ اُمہات المومنین رضوان اللہ علیہن اجمعین کو سب سے پہلے پردے کا پابند کیا گیا اور اپنے رشتے داروں کے سوا سارے مسلمانوں سے پردے کا حکم دیا گیا ان کے ساتھ بھی اس معاملے میں کوئی رعایت نہیں برتی گئی۔

وقرن فی بیوتکن (القرآن)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔

عن ام سلمۃ قالت کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ میمونۃ فاقبل ابن ام مکتوم وذلک بعد ان امرنا بالحجاب۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ۔ فقلنا یا رسول اللہ الیس ھو اعمی لا یبصرنا ولا یعرفنا؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ افعمیاوان انتما۔ الستما تبصرانہ؟ (ابوداؤد، ترمذی)

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ عبد اللہ بن ام مکتوم آگئے اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پردہ کر لینے کا حکم دیا کہ تم دونوں اندر چلی جاؤ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ــ کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ یہ ہم کو دیکھتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تم دونوں اندھی ہو۔ تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ (یعنی وہ دیکھنے سے معذور ہیں۔ لیکن تم تو ان کو دیکھ رہی ہو اور پردہ دونوں ہی طرف سے ہے)

مرد و عورت کے دائرہ کار بالکل الگ الگ ہیں اور اسلامی معاشرے کی جانب سے ان دونوں کی حدود متعین ہیں گھریلو ذمہ داریاں عورت کو سونپی گئی ہیں اور بیرونی معاملات مرد کے سپرد کئے گئے ہیں۔ ان دونوں میں سے جو فریق بھی اپنے حدود سے تجاوز کرکے دوسرے کے معاملات میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ معاشرے میں فتنہ و فساد اور بگاڑ کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔

معاشرے کے بگاڑ میں ان لوگوں کا بھی حصہ ہے اور اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری انہی لوگوں پر ہے۔ جو ذہنی غلامی میں مبتلا اور احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ اور جو صرف دوسروں کی نقالی کرنا جانتے ہیں۔ خواہ یہ نقالی زبان کی حد تک ہو یا لباس، رہن سہن، کھانے پینے کے طریقوں تک پھیل چکی ہو۔ اور مرد زنانہ قسم کے لباس پہننا اور بال بنانا پسند کرتے ہوں یا عورتیں بالوں اور لباس میں مردوں کی نقالی شروع کر دیں۔ یہ تمام باتیں کسی طرح بھی مستحسن قرار نہیں دی جاسکتیں۔ اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ان تمام قسم کی نقالیوں سے روکا ہے۔

المرء مع من احب (بخاری ومسلم عن ابی موسیٰ الاشعری)

آدمی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جن

بقیہ ۱۸ صفحہ پر

ایک مفسرِ قرآن — ایک ولیٔ زمان

(۱۴)

چودھری محمد یوسف ایم اے

حق وصداقت وہ انمول ہیرے ہیں جو سچی لگن اور صادق تڑپ کی کان سے جنم لیتے ہیں سچائی اور راستبازی غمِ امروز و فردا سے بے نیاز ہے صداقت وعدالت نتائج وعواقب کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اس کا بیج کبھی اور ہرگز کبھی شرمندۂ محنتِ دہقان نہیں ہوا۔ وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی نشوونما کے لئے خود اپنے اندر آبِ حیات رکھتا ہے۔ اس نکتہ کی صراحت فرماتے ہوئے حضرت مولانا ابوالکلام آزاد یوں رقمطراز ہیں۔

"اگر حق کا بیج آپ کے دامن میں ہے۔ تو زمین کے سپرد کر دیجئے اور ہو سکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اس پر چھڑک دیجئے کہ یہی اس کے لئے آب پاشی ہے۔ اس کے بعد آپ کا فرض ختم ہو گیا۔ اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کرے گا۔ جو اب بھی ویسا ہی نگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔"

بلاشبہ حق گرم گرم لہو کے چھینٹے چاہتا ہے اسے شعلے کی لپک اور لہو کی دھار درکار ہے۔ دجلہ و فرات کی مچلتی ہوئی لہروں کا ارتعاش زیریں حق کی متاعِ عزیز ہے۔ اینٹوں اور پتھروں کی بھرمار میں حق مسکراتا ہے۔ خندہ زن ہوتا ہے مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہیں سماتا۔ جب کسی حق گو کے قلب وجگر کی وسعتوں اور پہنائیوں سے لہو کی بوندیں رس رس کر حق کی زمین کو سیراب کرتی ہیں تو حق کا عارضِ گلگوں کسقدر شوخ اور بیباک ہو جاتا ہے۔ آتشِ نمرود کے شعلے ہوں یا سرزمینِ کربلا کی ہولناکی۔ حق ہر جگہ اور ہر مقام

ہے۔ اب بولنے لگا ہے اور منصف ایمانی دھوکا دیتا ہے۔ کہ اس میں ہرج ہی کیا ہے؟ آخر وقت ومصلحت بھی تو کوئی چیز ہے؟ دینِ اسلام میں اس مصلحت کا کوئی مقام نہیں۔ اگر مصلحتِ وقت کوئی وزنی اور کار آمد شے ہوتی تو پیغمبرِ اسلام کیوں لہولہان ہوتے غلیظ گالیوں کو غلاظت کو گوارا کرتے اپنوں اور بیگانوں کو دشمنِ جان بنا لیتے۔ اگر حضور موقع پرست ہوتے۔ تو اس نادر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے جب کہ بعض کفار نہایت انکساری کے عالم میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یوں عرض کناں ہوئے "اے محمد ابنِ عبداللہ۔ آپ جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کہیں۔ صرف ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے گریز کریں۔ اس کے عوض میں ہم آپ کو نہ صرف مالا مال کر دیں گے بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کرنے میں بھی تامل سے کام نہ لیں گے"

مصلحت کیشوں اور موقع پرستوں کے لئے اس سے بہتر موقع اور کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن رسولِ گرامی مصلحتوں کی قبا چاک کر کے بآوازِ بلند اور ببانگ یوں فرمانے لگے۔

"اے ساکنانِ حجاز! اگر تم آسمان کی چھاتی سے آفتاب و ماہتاب توڑ کر میرے حوالے کر دو۔ تو بھی رسولِ خدا حق کا دامن چھوڑ نہیں سکتا"

حضرت ابوطالب کی رہائش گاہ پر امراءِ قریش نے داعیٔ اسلام سے کہا۔ کہ وہ سب کچھ کہیں۔ لیکن ان کے الہوں یعنی بتوں کو برا نہ کہیں۔ حدیث بخاری میں وارد ہے کہ حضرت ابوطالب نے امراءِ قریش کو اس درخواست پر اس سفارشی جملہ کا اضافہ کیا۔ "اس میں ہرج بھی کیا ہے اگر آپ ان کے بتوں کو برا

عشق دمِ جبرئیل عشق دلِ مصطفےٰ
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام
عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گل تابناک
عشق ہے صہبائے خام عشق ہے کاس الکرام
عشق امیرِ جنود عشق فقیہِ حرم
عشق ہے ابن السبیل اس کے ہزاروں مقام
عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات عشق سے نارِ حیات

یہی وہ جذبۂ عشق ہے جو کبھی آگ کے شعلوں سے آنکھ مچولی کرتا ہے اور کبھی جلالِ زینب اور چادرِ زہرا کا روپ دھار لیتا ہے اور جب کبھی موج میں آتا ہے تو حسینوں کا خونِ رنگین کربلا کی سختی اور درشتی کے حوالے کر کے فاتحانہ قہقہہ بلند کرتا ہے یقیناً حق گوئی کو اسی جوش وولولہ کی حاجت ہے اس کے بغیر حق گوئی کا نام لینا گناہ ہے۔ ایک ایسا گناہ جسے فطرت بھی معاف کرنا گوارا نہیں کرتی۔ اسی جوش وولولہ کی جھلک ہمیں حضرت مولانا کے ہاں۔ نظر آتی ہے آپ کا عشق بلاخیز کسی مصلحتِ وقت کا دریوزہ گر نہ تھا۔ بلکہ یہاں مصلحتیں سینہ کوٹ رہیں۔ اور یہاں مصلحتِ وقت کا دامن تار تار ہے حضرت مولانا مصلحتوں کی قبا چاک کر کے اس کے ٹکڑوں پر قہقہہ زن ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ دنیا کی کوئی مصلحت آپ کے قصرِ عزائم کو منہدم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی یہی وجہ ہے کہ آپ تا حینِ حیات حق کے علمبردار رہے۔ اور باطل کی نکہت نازسے مسحور نہ ہو سکے۔ توپ وتفنگ اور خشت وسنگ آپ کو جادۂ حق سے گمراہ نہ کر سکے۔ آلام ومصائب کا ایک ہجوم آیا۔ زنجیروں کی جھنکار سنائی دی ترغیب وتحریص کے جال بچھائے گئے۔ مگر یہ بندۂ آزاد کسی دامِ فریب میں نہ آ سکا۔ ہم نے یہ چند جملے بے ترتیبی سے سینۂ قرطاس پر بکھیر دیئے ہیں۔ لیکن ذرا غور سے دیکھو۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ حاصلِ کلام یہ ہے کہ وہ پہلو میں اپنا دل اور اپنا ضمیر رکھتے تھے۔ اپنا دماغ اور اپنا حافظہ رکھتے تھے ایسا دل اور ایسا ضمیر جو قرآن وسنت کے نور سے زندگی بھر کسبِ ضیا کرتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے دل اور ضمیر کو کبھی دھوکا نہیں

بقیہ پیغمبر آخر الزمان

سے اُسے محبت اور تعلق ہو۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال (بخاری)

جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُن مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت پیدا کرتی ہیں۔

نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تحلق المرأۃ رأسھا (نسائی عن علی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر کے بال حلق کرانے سے روکا ہے۔

اور حلق میں وہ تمام صورتیں آجاتی ہیں جن کا آج کل رواج ہے کہ چٹیا کاٹ کر مردوں کی طرح بال بنا لئے جاتے ہیں۔

پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے بگڑے ہوئے معاشرے کی مکمل اصلاح و تطہیر فرمائی۔

اصلاحِ معاشرہ سے متعلق چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں — آج معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں وہ اسی طرح دور ہو سکتی ہیں کہ ان معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنے لئے لازمی قرار دے لیا جائے اور ان ہدایات سے سرمو انحراف نہ کیا جائے۔ بصورت دیگر معاشرے کے بگاڑ میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور آخر ایک دن وہ آئے گا جب اس کی اصلاح ناممکن ہو کر رہ جائے گی اس دن کے آنے سے پہلے ہمیں معاشرے کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

بقیہ کھرے صوفی اور کھوٹے صوفی صفحہ ۱۲ سے آگے

بعض کھوٹے ہوتے ہیں"

۲۸ "ہادی ملنے مشکل ہیں اور مُضل ملنے آسان میں چالیس سال سے لاہور میں رہتا ہوں۔ یہاں ایک بھی ہادی نہیں کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کو کیا پڑی ہے کہ وہ اُن کو تمہارے پاس بھجوا کر اُن کی توہین کرائیں۔ تاجر اپنا مال وہاں لے جاتا ہے۔ جہاں اُس کی مانگ ہوتی ہے کیا کبھی یہ بھی دیکھا کہ دیہات میں جوہری زیورات لے کر گیا ہو۔ وہاں تو گاجر مولی لے جاتے ہیں نقلی ہادی تو بڑے ملیں گے۔

۲۹۔ "میرے ایک عزیز واہ میں ملازم ہیں۔ پرسوں اُن کا خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ایک بزرگ کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے ایک دن اُس بزرگ نے فرمایا کہ ہم تو تصور شیخ کو نماز میں بھی لازمی سمجھتے ہیں اگر کوئی کہے۔ کہ نماز میں تصور شیخ کرنا شرک ہے تو بھی ہم ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ عزیز نے لکھا ہے کہ میں ان کے اس بیان سے کبیدہ خاطر ہوگیا اور اُن کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا"

۳۰۔ "اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جہاں شیطان کو جوتے پڑتے تھے اُس بزرگ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد شیطان وہیں بیر لیتا ہے"

۳۱۔ "دردِ دل کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اسی لاہور میں ایسے آئمہ مساجد بھی موجود ہیں۔ جو شرک کی تعلیم دیتے ہیں وہ کتاب و سنت کی روشنی میں نہ خود زندگی بسر کرتے ہیں اور نہ اپنے متبعین کو ان دو نوروں کی روشنی میں چلاتے ہیں۔ میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستہ کی طرف رہنمائی فرمائے وہ مجھ کو اپنا نہیں سمجھتے لیکن میں اُن کو اپنا سمجھتا ہوں۔

بقیہ خطبہ جمعہ صہ ۵ سے آگے

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ جَالِسٍ مَا رَأْیُكَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ ھٰذَا وَاللّٰہِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ قَالَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَأْیُكَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْمَعَ لِقَوْلِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ ھٰذَا۔ ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا جو آپکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے پھر اسنے کہا یہ شخص معزز آدمیوں میں سے ہے یہ شخص خدا کی قسم اس لائق ہے کہ اگر کسی سے رشتہ طلب کرے تو اسے نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش قبول کی جائے اس شخص نے کہا۔ جو آپکے پاس بیٹھا ہوا تھا) پھر آپ خاموش ہوگئے پھر ایک شخص گذرا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر کہا، یا رسول اللہ یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے یہ اس لائق ہے اگر رشتہ طلب کرے نہ اسے وہ رشتہ نکاح کر کے دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو وہ بات نہ سنی جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بہتر ہے اس جیسے شخصوں سے جو بھرا ذمین کا ہوں۔

بقیہ غیر فانی کہانیاں صفحہ ۱۶ سے آگے

(۱۲) احد کے روز ابو دجانہؓ نے اپنی پیٹھ کو رسول اللہ صلعم کیلئے ڈھال بنا دیا تھا۔ تیر پیٹھ پہ لگتے تھے۔ اور وہ حرکت نہ کرتے تھے۔ مالک الخدریؓ نے رسول اللہ صلعم کا زخم چوس کر صاف کر دیا تھا۔ اُن سے آپ نے فرمایا۔ "تھوک دو" مالک الخدریؓ نے کہا بخدا میں کبھی نہ تھوکوں گا۔ (۱۳) حضرت عمار بن یاسرؓ کو گرم ریگ پر لٹا کر سنگدلی سے مارا جاتا۔ یہاں تک کہ اس ظلم سے وہ بیمار ہو گئے۔ (۱۴) حضرت زنیرہؓ کو ابوجہل نے ایک روز اس قدر مارا کہ انکی دونوں آنکھیں پھوٹ گئیں۔

تاریخ کے دامن میں یہ الفاظ موجود ہیں جن کو عروہ بن مسعود ثقفی نے حدیبیہ کی واپسی کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ۔

اے لوگو! بخدا میں سلاطین کے یہاں گیا قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے۔ خدا کی قسم میں نے ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس کی اتنی عزت کرتے ہوں جیسی محمد صلعم کے ساتھی محمد صلعم کی۔ خدا کی قسم جب بھی وہ تھوکتے ہیں اُن میں سے کسی شخص کے ہاتھ پر گرتا ہے وہ اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے۔ اور جب وہ اُن کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب اُسکے حکم پر لپکتے ہیں۔ اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو اُن کے پانی پر لڑتے لڑتے رہ جاتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو وہ لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور وہ لوگ بسبب تعظیم کے آپ پر گہری نظر نہیں ڈال سکتے۔

مالی قربانی (۱۵) غزوۂ تبوک کے موقع پر جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ قیصر روم مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے تو مسلمانوں میں ہراس پھیل گیا، ادھر تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کے پاس پیٹ بھر تنکہ بھی کچھ نہ تھا اور اُدھر دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کا معاملہ تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مالداروں سے سامانِ جنگ کیلئے چندہ کی اپیل کی، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے مرتبہ کے مطابق اس میں حصہ لیا۔ گھر میں جو کچھ موجود تھا لا کر اپنے آقا کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟

حضرت صدیقؓ نے نہایت لاپرواہی سے جواب دیا۔ اُن کیلئے خدا اور رسول کافی ہیں۔ بقول شاعر:۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

بچوں کا صفحہ

جانوروں پر رحم

مرزا محمد نذیر عرشی

حقوق العباد

انسان کے حقوق تو حقوق العباد کا ایک ایسا حصہ ہیں جن پر لوگ کچھ نہ کچھ خیال کر بھی لیتے ہیں مگر اب ہم حقوق العباد کے ایک ایسے حصے پر پہنچتے ہیں جو از حد ضروری ہے۔ مگر لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ وہ کیا؟ جانوروں پر شفقت۔ خدا کے بندے نہ صرف انسان ہیں۔ بلکہ جتنی مخلوق ذی روح ہے۔ کیا چرند پرند۔ کیا کیڑے مکوڑے سب اسی کے بندے ہیں۔ سب اسی کے پیدا کئے ہوئے سب اس کی خالقیت کا اقرار کرنے والے سب اس کے کرم کے امیدوار سب اس کی عنایتوں کے حقدار سب اس کی بندگی بجا لانے والے ہیں۔

حقیقۃ الصلوٰۃ

میں لکھا ہے۔ کہ یہ نماز جو انسان (موحد مسلم) پر فرض ہے۔ دراصل ساری مخلوقات کی نمازوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ درختوں کی نماز قیام ہے۔ چارپاؤں کی نماز رکوع ہے حشرات الارض کی نماز سجدہ ہے۔ انسان جس کی ذمہ داری ان سب سے زیادہ تھی۔ اس کی نماز بھی ان کی نمازوں سے زیادہ یعنی ان سب کی نمازوں کا مجموعہ قرار پائی۔ غرض یہ ہے۔ کہ جانور بھی خدا کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ اور اس کے بندے ہیں پھر ان سے ہم کو تعلق بھی رات دن پڑتا ہے۔ کوئی ہماری سواری کے کام آتا ہے۔ کسی کا دودھ پیتے ہیں۔ کوئی کھیتی باڑی میں ہماری مدد کرتا ہے۔ جس چیز سے کسی قسم کا تعلق پڑتا ہے۔ اس کے کچھ نہ کچھ حق قائم ہو جاتے ہیں پس ان جانوروں کے حق بھی ہم پر ضرور ہیں۔

حقوق کا پاس

ایک طرح سے انسان کی نسبت ان کے حقوق کا زیادہ پاس رکھنا چاہیئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انسان کے حق تو ہم لحاظ کے مارے، ڈر کے مارے، دبا بھی نہیں سکتے۔ اگر دبانا ہی چاہیں۔ تو وہ خود لڑ جھگڑ کر لے لیگا چھین کر لے لیگا۔ نالش کر کے لے لیگا۔ مگر یہ غریب بے زبان ہیں۔ نہ ان میں بولنے کی طاقت ہے۔ نہ لڑنے کی سکت ہے۔ نہ ان کی شنوائی کیلئے کوئی عدالت ہے جہاں جاتے ہیں۔ ڈنڈے کے ساتھ کھاتی جاتے ہیں۔ نہیں تو صبر کے ساتھ چپ ہو رہتے ہیں۔

خطرناک

انسان کو ناحق ایذا دینا اس قدر خطرناک نہیں جس قدر جانوروں کو ایذا دینا خطرناک ہے۔ کیوں؟ انسان میں تو سمجھ ہے۔ گویائی کی طاقت ہے۔ آج اگر تم کسی بے گناہ انسان کو کوئی ایذا دو گے تو کل کیا عجب جو کر اس سے معاف کرا سکتے ہو۔ جس سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ مگر جانوروں سے معافی ملنے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ نہ یہ تمہاری درخواست سمجھ سکتے ہیں۔ نہ انہیں بولنے کی طاقت ہے۔ کہ بخشش دینے کا اقرار کریں۔ نہ اتنی سمجھ ہے۔ کہ دل میں بخش دیں۔ پس ان کو جو ایذا تم سے پہنچے گی۔ وہ ایک پتھر کا نقش بن کر تمہارے اعمالنامے میں ثبت ہو گی۔ جس کے مٹنے کی کم امید ہے۔

بلی کا بدلہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو بلی کے بارے میں عذاب دیا گیا جس کو اس نے قید کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی۔ تو وہ عورت اسی سبب سے دوزخ کو گئی جب اس نے بلی کو قید کیا تھا۔ نہ اس کو کچھ کھلایا نہ پلایا۔ نہ حشرات الارض ہی کھانے دیتے۔

خدا کی لعنت

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے۔ کہ وہ ایک بار جا رہے تھے۔ ان کو چند جوان ملے جو ایک جانور کو نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ جانور کے مالک کے لئے یہ ٹھہرایا تھا۔ کہ جو تیر خطا جائے۔ وہ اس کا ہوا۔ ابن عمرؓ کو آتے دیکھ کر وہ لوگ تتر بتر ہو گئے۔ ابن عمرؓ نے کہا۔ کس نے یہ کام کیا ہے۔ خدا کی لعنت اس پر جس کا یہ کام ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے۔ جو محض لغو طور پر کسی جاندار شے کو نشانہ بناتے۔

آگ کا عذاب

ظالم لوگ جو جانوروں کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں وہ کئی قسم کی ہو سکتی ہیں۔ لکڑی سے مارنا۔ ناحق آرین چبھونا کوڑے مارنا۔ بھوکا رکھنا۔ ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا۔ مگر سب تکلیفوں کی بہ نسبت آگ کی تکلیف پہنچانا سخت ممنوع ہے۔

کیوں کہ آگ کا عذاب دینا صرف اللہ تعالےٰ کو زیبا ہے مخلوق دوسری مخلوق کو یہ عذاب نہیں دے سکتی۔ آنحضرت نے ایک بار گدھا دیکھا جس کے منہ پر داغ دیئے گئے تھے۔ تو فرمایا اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے اس کے منہ پر داغ دیئے ہیں۔ اس وقت سے چارپایوں کی سرین پر داغ دینے کا رواج ہوا۔ اور وہ بھی اشد ضرورت کے لئے۔

غلے کے کوٹھوں میں اکثر چیونٹیاں پہنچتی ہیں۔ تو لوگ ان کے بندوبست سے عاجز آ جاتے ہیں پچاس ہوں تو ماردیں۔ سو ہوں تو مسل ڈالیں۔ مگر یہاں لشکر پر لشکر موجود ہے۔ اس کا کیا علاج۔ تو لوگ عموماً آخری علاج یہ کرتے ہیں۔ کہ ان کے گھروں اور بلوں کو آگ کے ذریعے چیونٹیوں سمیت فنا کر دیتے ہیں۔ یہ بھی سخت ممنوع ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک بار سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو ہم نے ایک لال پرندہ دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے بچے پکڑ لئے۔ پرندہ آیا۔ اور زمین پر اپنے پر پھیلانے لگا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا۔ کس نے اس کو بچوں کا صدمہ پہنچایا ہے۔ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کا ایک مجمع دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو کس نے جلایا ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ ہم نے جلایا ہے۔ فرمایا آگ سے عذاب دینا آگ کے مالک (اللہ) ہی کو زیبا ہے۔

پیاس کا احساس

خدا کا رحم ایک ایسا ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جس سے انسان، چارپائے، حشرات الارض سب بلا امتیاز سیراب ہوتے ہیں۔ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (شروع پارہ ۱۲) (جو جاندار زمین میں ہے۔ اللہ ہر ایک کا روزی رساں ہے) پس آدمی کو چاہئے کہ اپنے رحم کی صفت کو ایک ایسا تنگ کنواں نہ بنائے جس سے صرف اس کے بنی نوع ہی چلو بھر سکتے ہوں۔ بلکہ آدمی کو چاہیئے۔ کہ بنی نوع سے گزر کر باقی ہر ذی روح کی مصیبت پر بھی اس کا دل پگھلے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ پیاس سے تنگ آیا۔ تو ڈھونڈتا ڈھونڈتا ایک کنوئیں پر پہنچا۔ پانی پی کر واپس جانے لگا۔ تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے اپنی حالت پر قیاس کر کے اس پر رحم کیا۔ اور موزے کے ذریعے سے پانی نکال کر پلایا اللہ تعالیٰ نے اسکا صدقہ قبول فرمایا اور اُسے بخش دیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر عرض کیا۔ کہ ہمارے لئے حیوانوں میں بھی اجر ہے؟ فرمایا ہر ذی روح کو فائدہ پہنچانے میں ثواب ہے۔

امیر پرنٹنگ پریس جی ٹی روڈ شاہدرہ باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

۴ ستمبر ۱۹۶۴ء

۲۰

۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری G/۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۳۰ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

علم یا جہالت؟

ہمت کا کام

◉ نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کیا کر، بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ سُورۃ لقمٰن پ ۲۱

◉ اے رسُول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے اُسے پہنچا دے اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔ سُورۃ المائدہ پ ۶

◉ کہہ دیجئے اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور اُنھوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے دُور ہو گئے۔ سُورۃ المائدہ پ ۶

◉ اور انھیں چھوڑ دو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دُنیا کی زندگی نے انھیں دھوکہ دیا ہے۔ سُورۃ الانعام پ ۷

◉ بے شک اللہ انصاف کرنے اور نیکی کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔ اور بے حیائی اور بُری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ تمھیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ سُورۃ النحل پ ۱۴

کیا اُن کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں!

سُورۃ محمد، خاموش مبلغ

لوگ قرآن پاک میں غور کیوں نہیں کرتے؟